اشاعت کا بتیسواں سال
32
THIRTY TWO YEARS OF PUBLISHING

دسمبر ۲۰۲۴ء

ماہنامہ

ارمغان ولی اللہ

ARMUGHAN, PHULAT, پھلت ضلع مظفر نگر
MUZAFFAR NAGAR-251201, (U.P.) www.armughan.net

جمعیت شاہ ولی اللہ
JSW
Jamiat Shah Waliullah

₹ 30/-

ماہنامہ

ولی اللہ

ارمغان

جلد ۳۲ شمارہ ۱۲ دسمبر ۲۰۲۴ء مطابق جُمادیٰ اوّل ۱۴۴۶ھ

سر پرست :
حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی

مجلس مشاورت
☆ مولانا محمد طاھر ندوی
☆ مولانا محمد اقبال قاسمی
☆ مفتی محمد ھارون مظاھری

مدیر
وصی سلیمان ندوی

پتہ
دفتر ارمغان
پُھلت ضلع مظفر نگر
Phulat, Distt. Muzaffar Nagar
251201 (U.P.) INDIA

Mob : +91-9528157338
9548893624 , 9412411876
E-mail : arm313@gmail.com
armuganphulat@yahoo.com

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے اتفاق ضروری نہیں
ہر قسم کی چارہ جوئی کیلئے مظفر نگر کی عدالت سے رجوع کیا جائے

سرکولیشن انچارج: محمّد حنیف قاسمی
سرکولیشن منیجر : عبدالقدیر انصاری

مشیر اعزازی: ایوب بھائی بارڈولی والے
چیف رپورٹر : محمد ادریس قریشی

زرتعاون

❖ فی شمارہ 30 روپے ❖ سالانہ 300 روپے ❖ سالانہ رجسٹرڈ ڈاک سے 500 روپے
❖ اعزازی تعاون 1000 روپے ❖ بیرونی ممالک سے 30 امریکی ڈالر ❖ لائف ممبرشپ 8000 روپے (برائے ۲۰ سال)

پرنٹر پبلشر محمد ادریس قریشی نے ڈیلکس پریس راج مارکیٹ مظفر نگر سے چھپوا کر جمعیت شاہ ولی اللہ کیلئے پھُلت ضلع مظفر نگر سے شائع کیا
(مدیر: وصی سلیمان ندوی)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

☆	(اداریہ)	وصی سلیمان ندوی	۳
☆	سورہ بقرہ کی چند آیات کی دعوتی تفسیر	مولانا محمد کلیم صدیقی	۵
☆	لو جہاد، حقیقت اور پروپیگنڈہ	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۰
☆	مسجد پر بچے پروگرام، کیسے کریں؟	مولانا سراج احمد ندوی	۱۳
☆	طلوع اسلام (نظم)	علامہ محمد اقبال	۱۸
☆	بدگمانی، کینہ اور بغض وحسد سے پاک معاشرہ	پروفیسر محمد نصر اللہ معینی	۱۹
☆	علم ودانش اور بحث ومباحثہ	ڈاکٹر محمد اعظم ندوی، حیدآباد	۲۲
☆	اے میرے نبیؐ صدق وصفا (نعت پاک)	جناب نعیم صدیقی مرحوم	۲۴
☆	شاہ ولی اللہ	جناب گریش ماتھور	۲۵
☆	قضیہ فلسطین، ایک معلوماتی مطالعہ	ڈاکٹر ظفر الاسلام خاں	۲۹
☆	ملک میں امن وشانتی....	مولانا قمر الزماں ندوی	۳۵
☆	غزل	جناب ڈاکٹر جمیل مانوی	۳۶
☆	ابراہیم لنکن کا خط، بیٹے کے استاد کے نام	جناب سید حامد	۳۷
☆	خبروں کی دنیا	محمد سعد ادریس قریشی	۳۸
☆	فقہی مسائل	مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۹
☆	آخری صفحہ	مولانا محمد کلیم صدیقی	۴۰

اس دائرہ میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت **دسمبر** سے ختم ہورہی ہے، رسالہ کو مسلسل جاری رکھنے کے لئے دفتر کو اطلاع دیں یا فوراً رقم ارسال فرمائیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اداریہ

اور اب شادیوں میں آتش بازی اور پٹاخے

آخر ہم کہاں جارہے ہیں....

اسلام دین فطرت ہے، اس کا ہر حکم، حکمت پر مبنی اور ہمارے لئے سراسر خیر ہے، اس نے اپنے ماننے والوں کو جن باتوں کا حکم دیا ہے، ان میں ہمیشہ خیر وبرکت اور امن وسلامتی ہے، اور جن چیزوں سے روکا ہے، یا ان پر پابندی عائد کی ہے، ان میں ہمارے لئے تباہی، بربادی، اور نقصان وخسران ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے مذہب نے زندگی کے ہر مرحلے کے لئے ہمیں ہدایات دی ہیں، اور کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا، اور معروفات ومنکرات کی مکمل تفصیلات ہمیں عطا کی ہیں۔

پٹاخے اور آتش بازی کے استعمال کے سلسلہ میں بھی اسلام کا حکم بالکل واضح اور بے غبار ہے۔ یہ ناجائز، حرام اور غیر ذمہ دارانہ عمل ہے، اور کسی ہوش مند انسان سے اس کی توقع نہیں کی جانی چاہئے۔ ہندوستان کے ام المدارس دارالعلوم دیوبند کے ایک فتویٰ میں اسے ناجائز، حرام، غیر اسلامی، اور فضول خرچی کی تعریف میں شامل ایک شیطانی عمل بتایا گیا ہے۔ اس سلسلہ کے ایک استفتاء کا جواب ان الفاظ میں دیا گیا ہے:

”بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شادی بیاہ کی تقریب میں بم، پٹاخہ اور دیگر قسم کی آتش بازی چھوڑنا یہ ناجائز وحرام ہے، یہ غیر قوموں کا طریقہ ہے، یہ آتش بازی ہندو کی ایک قوم جس کو برمکی کہا جاتا ہے، اس نے ایجاد کی ہے، اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں، آتش بازی میں پیسے خرچ کرنا یہ فضول خرچی ہے اور قرآن میں فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ.“

یہ بات بھی مشہور ہے کہ آتش بازی (Fireworks) نمرود بادشاہ کی ایجاد ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ نمرود ایک کافر اور ظالم بادشاہ تھا، جس نے اللہ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو آگ میں ڈال دیا تھا۔ اور جب وہ آگ اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے گلزار ہوگئی، تو اس کے آدمیوں نے آگ کے انار بھر کر، اور اُن میں آگ لگا کر حضرت ابراہیم خلیلُ اللہ عَلَیہِ السَّلام کی طرف پھینکے تھے۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ آتش بازی اور پٹاخوں کا غیر اسلامی ہونا، اور مضر صحت اور انسانیت دشمنی پر مبنی ہونا جاننے اور سمجھنے کے باوجود، بہت سے ہمارے اسلامی بھائی ان چیزوں کا دھڑلے سے استعمال کرتے دکھائی دیتے ہیں، اور اسلام اور مسلمانوں کی جگ ہنسائی کا سبب بنتے ہیں۔ کسی تھوڑے سے ترقی یافتہ شہر میں شب براءت کے موقع پر مسلمانوں کے محلوں میں جس طرح اس کے مظاہرے ہوتے ہیں، اس سے محسوس ہونے لگتا ہے، کہ ہم دوسروں سے نقالی میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں، اور دیوالی کی طرح چراغاں کرکے، اور پٹاخے اور آتش بازی کا بے محابا استعمال کر کے ان کے قدم بقدم چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman { e-Mail : purkhas@gmail.com } WhatsApp No.: +91 9412583371

اوراب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ گاؤں اور دیہاتوں میں بھی یہ وباعام ہوتی جارہی ہے،اور ہماری تقریباتِ شادی وغیرہ بھی اس بلائے بے اماں کی زد میں ہیں، ہمارے نوجوان، بچے،اور بسا اوقات بوڑھے بھی، جھوٹی شان وشوکت کا مظاہرہ کرنے کے لئے اس کا استعمال کرتے نظر آرہے ہیں،اور اگر کسی جانب سے اس پر روک ٹوک کی جاتی ہے،تو اس کی حمایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم کیا کریں؟ بچے ہیں،نہیں مانتے۔حد یہ ہے کہ مسلمانوں کے اچھے اچھے گھرانوں میں،اور دین داری کا اظہار کرنے والے خاندانوں میں بھی اس کا مظاہرہ دیکھا جانے لگا ہے۔اور یہ سلسلہ روز افزوں بڑھتا ہی چلا جارہا ہے۔

دینی اور شرعی لحاظ سے اس کی جو قباحتیں ہیں، وہ اپنی جگہ ہیں،اور ایک مسلمان کے لئے ان کو نظر انداز کرنا بہت نامناسب اور انتہائی برا کام ہے۔لیکن اسی کے ساتھ پٹاخے اور آتش بازی کے استعمال سے صحت اور ماحولیات کے لئے جو خطرات لاحق ہیں،ان کا لحاظ رکھنا بھی ایک ذمہ دار مسلمان کے لئے ضروری ہے۔پٹاخے جلانے سے ہوا میں نمایاں مقدار میں آلودگی خارج ہوتی ہے۔ان آلودگیوں میں ذرّات،سلفر ڈائی آکسائیڈ،کاربن مونو آکسائیڈ اور مختلف بھاری دھاتیں شامل ہیں، ان آلودگیوں میں سانس لینے سے،سانس کے مسائل،قلبی امراض،اور دمہ اور برونکائٹس جیسی بیماریوں میں اضافہ ہوسکتا ہے۔بچے،بوڑھے اور پہلے سے کم زور صحت والے افراد خاص طور پر ان نقصان دہ اثرات کا شکار ہوتے ہیں۔

اس میں جو کیمیکل استعمال ہوتے ہیں، پوٹاشیم،گندھک،چارکول وغیرہ،یہ کیمیکلز،جب جلائے جاتے ہیں،تو زہریلا دھواں چھوڑتے ہیں جو فضائی آلودگی میں اضافہ کرتے ہیں اور صحت کے لیے سنگین خطرات لاحق ہونے کا ذریعہ بنتے ہیں۔اسی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ پٹاخوں سے ہونے والی آلودگی کثیر جہتی ہے۔اس میں فضائی آلودگی،شور کی آلودگی،اور یہاں تک کہ مٹی اور پانی کی آلودگی بھی شامل ہے۔اس سے ہونے والی صوتی آلودگی سماعت میں کمی،ذہنی،دماغی تناؤ کی سطح میں اضافہ اور جنگلی حیات کو پریشان کرسکتی ہے۔مزید برآں،پٹاخوں کی باقیات مٹی اور آبی ذخائر کو آلودہ کرسکتی ہیں،جس سے پودوں اور جانوروں کی زندگی متاثر ہوتی ہے۔

اس کی ایک معلوم خرابی یہ بھی ہے کہ اس میں پیسے ضائع ہوتے ہیں،اس سے آگ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے،اس کی وجہ سے کپڑے جل جاتے ہیں،کبھی بدن،اور کبھی گھر میں آگ لگ جاتی ہے اور کبھی تو فیکٹریوں میں ہی دھماکے ہوجاتے ہیں! پٹاخوں کے علاوہ بھی،اب دنیا بھر میں آتش بازی کا ایک عجیب وغریب سلسلہ شروع ہوگیا ہے،اور طرح طرح کی چمک دار آتش بازی کی مصنوعات بازار میں آگئی ہیں۔دنیا بھر میں آتش بازی کا مظاہرہ کرنے کے لئے کی جانے والی سالانہ خرید وفروخت کی رقم کا مجموعی طور پر تخمینہ سامنے لایا جائے،تو کروڑوں ڈالر (اربوں روپے) بنے گا۔جس کی وجہ سے پوری دنیا بھر میں آتش بازی کے واقعات میں سالانہ سینکڑوں افراد ہلاک اور کئی لاکھ زخمی ہوجاتے ہیں۔یہ واقعات ہمارے یہاں منعقد ہونے والے مختلف قومی ومذہبی تہواروں اور خصوصیت کے ساتھ سالِ نَو کے جشن پر کی جانی والی آتش بازی کے دوران پیش آتے ہیں۔

اس لئے آج کے دور میں آتش بازی اور پٹاخے بازی ایک عالمی وبا،اور اجتماعی مسئلہ ہے،اور تمام اقوام عالم کو،اور خصوصیت کے ساتھ برادران وطن کو اس جانب زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔لیکن ایک مسلمان ہونے کے ناطے،اس فکر انگیز مسئلہ میں ہماری دوہری ذمہ داری ہے۔ہمیں خود بھی اس لایعنی عمل سے دور رہنا ہے،اور دوسروں لوگوں میں بھی عوامی بیداری پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

وصی سلیمان ندوی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

سورۂ بقرہ کی چند آیات کی دعوتی تفسیر

ماہ رمضان المبارک کے قرآنی دروس کا سلسلہ

قسط: 1

مولانا محمد کلیم صدّیقی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ أَجْمَعِينَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ وَدَعَا بدعوتهم إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ، أَمَّا بَعْدُ: فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ، الرَّحْمٰنُ (1) عَلَّمَ الْقُرْآنَ (۲) خَلَقَ الْإِنْسَانَ (۳) (۱) شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (۲) صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيمُ۔

تمہید

خواتین وحضرات!

ہم کس زبان سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ دن عطا کیا کہ ہم قرآن مجید کے اس جشن شاہی اور عطاء شاہی والے ماہ مبارک میں داخل ہورہے ہیں، یا یوں سمجھ لیجئے کہ داخل ہوچکے ہیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ، فَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا أَنْتَ أَهْلُهُ، وَافْعَلْ بِنَا مَا أَنْتَ أَهْلُهُ، فَإِنَّكَ أَهْلُ التَّقْوٰى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ، یقیناً یہ مہینہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص عطا کا مہینہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرم اور رحمت کی ہوائیں چلنے کا مہینہ ہے، جسے رمضان المبارک کا مہینہ کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ ہمیں قرآن مجید کے نزول کے صدقہ میں دیا ہے، جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہم پر قرآن مجید نازل فرمایا، اور خود یہ قرآن مجید ہمارے لئے اللہ کا بہت بڑا انعام ہے، لہٰذا ہمیں اس مبارک مہینہ میں اللہ کی حمد وثنا بھی کرنی چاہئے اور اس نعمت قرآن کے ملنے پر اللہ کا شکر بھی ادا کرتے رہنا چاہیے، اور اس شکر کے ساتھ ساتھ فرمان باری تعالیٰ، وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (۱) کی تعمیل میں اللہ کی نعمتوں کا اظہار اور اعتراف بھی کرنا چاہئے، اس لئے میں اپنے مذاکرے کے لئے اور اپنے اوپر شکر کی کیفیت غالب کرنے کے لئے بار بار اس سبق کو دہراتا رہتا ہوں۔

سب سے عظیم الشان نعمت ''علم قرآن'' ہے

اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں قرآن مجید ایک بہت بڑا انعام اور بہت بڑی نعمت ہے، جب کہ اللہ کی نعمتوں کا تو یہ حال ہے کہ وہ انسان پر بارش کے قطروں، ریت کے ذروں اور ہوا کے جھونکوں سے زیادہ مسلسل نازل ہوتی رہتی ہیں، جن کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا (۲) گویا اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرمارہے ہیں، میرے بندو! تم نعمتوں کا شکر تو کیا کروگے، اگر تم نعمتوں کو گننا چاہو، شمار کرنا چاہو تو تم شمار نہیں کرسکتے۔ اور ان نعمتوں میں سب سے عظیم المرتبت اور سب سے عظیم الشان نعمت علم قرآن ہے، اور میں نے اپنے اس دعوی کی دلیل کے طور پر سورہ رحمٰن کی چند ابتدائی آیات الرّحمٰن علّم الْقُرْآنَ خَلَقَ الإِنْسَانَ (۳) پڑھی ہیں، جس میں اس بات کو خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

سورہ رحمٰن صدر نعمتوں کی فہرست ہے

یہ سورہ رحمٰن کیا ہے؟ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمٰن صفت

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کے ثبوت کے طور پر صدر نعمتوں کی ایک فہرست بنائی ہے، چونکہ تمام نعمتیں تو گنی نہیں جاسکتیں، اس لئے اللہ تعالی نے صدر اور بڑی نعمتوں کی ایک فہرست بنائی ہے، نعمتوں کا ذکر کرتے جاتے ہیں اور ارشاد فرماتے جاتے ہیں: فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (۱) کہ اے انسانوں اور جناتوں کی جماعت! تم ہماری کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

مجھے یاد آتا ہے جب میں چھوٹا تھا اور شعور آنے کے بعد پہلی مرتبہ میں نے کسی حافظ سے نماز میں سورہ رحمٰن کی تلاوت سنی تو مجھے لگا کہ شاید ان حافظ صاحب کو متشابہ لگ رہا ہے، اس لئے بار بار ایک ہی آیت پڑھے جا رہے ہیں، اور پیچھے والے بھی عجیب ہیں، کوئی بتانے کے لئے تیار ہی نہیں ہے، لیکن بعد میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ وہ حافظ صاحب بار بار یہی ایک آیت کیوں پڑھ رہے تھے، ایسا لگتا ہے جیسے کوئی بہت مشفق ماں اپنے بچوں کو خوب محبت اور مامتا سے سمجھاتی ہے کہ میرے بچو! تم ہماری مامتا کی قدر نہیں کرو گے، ہم تم پر اتنی شفقت کرنے والے ہیں، تمہاری ہر خواہش پوری کرتے ہیں، تمہیں آئس کریم منگا کر دی، تمہیں سیر وتفریح کے لئے بھیجا، تمہارے لئے یہ کیا، یہ کیا، یہ کیا۔ اس طرح اللہ تعالی اپنی نعمتوں کا ذکر کر رہے ہیں، اللہ تعالی اپنی نعمتوں کا اظہار فرما رہے ہیں، اور ہر نعمت کے تذکرے کے بعد یہ کہتے ہیں، فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (۲) تم کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے

سورہ رحمٰن کا عنوان تعلیم قرآن ہے

چنانچہ جب اللہ تعالی نے یہ فہرست بنائی ہے تو ان نعمتوں کے، اور ان کے مقام ومرتبہ کے بارے میں اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جانتا: أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الخبير بھلا جس نے پیدا کیا وہی نہ جانے، جب کہ وہ بہت باریک بیں اور مکمل طور پر باخبر ہیں۔ اور ظاہر ہے ان سے زیادہ جاننے والا تو کوئی ہے ہی نہیں، اب آپ غور کریں! اللہ تعالی نے اس میں جو عنوان لگایا ہے، اس عنوان میں ہی اللہ تعالی نے تعلیم قرآن اور علم قرآن کا ذکر کیا ہے، الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآن (1) جس کا ترجمہ میں اپنے الفاظ میں یہ کرتا ہوں، کہ وہ ایسے مشفق ومہربان رب ہیں، جنہوں نے قرآن سکھایا، اس کے بعد فرمایا: خَلَقَ الإِنسان کہ انسان کو پیدا فرمایا۔ حالاں کہ ترتیب کا تقاضا تو یہ تھا کہ تخلیق انسانی کو پہلے ذکر کیا جاتا، اور اس کے بعد تعلیم قرآن اور دیگر نعمتوں کا ذکر کیا جاتا، اس لئے کہ ظاہری بات ہے جب تک آدمی پیدا نہیں ہوگا تو وہ نعمتوں سے فائدہ کیسے اٹھائے گا لیکن اللہ تعالی نے تخلیق انسانی کو دوسرے نمبر پر ذکر کیا، اور پہلے نمبر پر قرآن کی تعلیم کا ذکر کیا۔

انسان کے انسان بننے کا انحصار تعلیم قرآن پر ہے

مفسرین نے اس آیت کے تحت یہ بات لکھی ہے کہ اس سے تعلیم قرآن کی اہمیت کی طرف اشارہ مقصود ہے، اور بعض علماء و مفسرین نے اس میں ایک بڑا نکتہ یہ بھی نکالا ہے کہ انسانیت کی تخلیق کا انحصار اس پر ہے کہ وہ قرآن سیکھ کر اس کے مطابق اپنی زندگی گزارے، یعنی انسان کے انسان بننے کا انحصار اس پر ہے کہ وہ قرآن مجید سیکھ کر اس کے مطابق اپنی زندگی گزارے، معلوم ہوا کہ جب تک وہ قرآن نہ سیکھے، قرآنی علوم نہ جانے، قرآنی ضابطے اور قاعدے کے مطابق زندگی نہ گزارے، اس وقت تک وہ حیوانوں سے بھی زیادہ بدتر ہے، اور اسی کو قرآن نے اپنے الفاظ میں اس طرح ذکر کیا، أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ (۳) وہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ لہٰذا تعلیم قرآن ایک بہت بڑی نعمت ہے، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی زندگی میں اسے اہمیت دیں۔

تعلیم قرآن صدر الصدور نعمت ہے

دیکھئے! ہم لوگ مدرسہ والے ہیں اور عموماً ہم مدارس کے جلسوں کا اشتہار دیکھتے ہیں، جس میں مہمانان جلسہ کے نام لکھے ہوتے ہیں، مقرر شعلہ بیان، مدّاح رسول وغیرہ، اور اس اشتہار میں ایک صدر جلسہ کا نام لکھا ہوتا ہے، جو بالکل نمایاں اور جلی حروف

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

میں لکھا جاتا ہے، تاکہ ہر پڑھنے والا اس نام کو بآسانی پڑھ سکے، تو جب میں قرآن مجید میں خاص طور پر ''سورہ رحمٰن'' پڑھتا ہوں، تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ صدر الصدور نعمت تعلیم قرآن ہے، اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے، امام احمد بن حنبل نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالی نے جس شخص کو نعمت علم قرآن سے نوازا، یعنی قرآن کا حافظ بنادیا، قرآن کا عالم بنادیا، قرآن کا مفسر بنادیا، قرآن کا محقق بنادیا، اور اس نے کسی ایسے شخص کو دیکھ کر رشک اور حسرت ظاہر کی جس کو کوئی اور نعمت دی گئی ہو، خواہ وہ نعمت دینی ہو یا دنیوی، مثال کے طور پر اس نے کسی بادشاہ کو دیکھ کر حسرت ظاہر کی، یا کسی دولت مند کو دیکھ کر، یا کسی حسین صورت والے کو دیکھ کر، یا کسی اچھی آواز والے کو دیکھ کر، یا کسی پیر کو دیکھ کر، تو اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ اس نے اس نعمت عظمی کی توہین کی جو اللہ نے اپنے فضل خاص سے اس کو عطا فرمائی ہے (احیاء علوم الدین للغزالی، کتاب آداب تلاوۃ القرآن، فضل القرآن وأہلہ وذم المقصرین فی تلاوتہ) اس لئے کہ جس کو قرآن مجید کا علم دے دیا گیا اور وہ کسی دوسری نعمت والے کو رشک اور حسرت کی نگاہ سے دیکھے تو وہ بالکل ایسا ہے جیسے کسی کو سونے کے پہاڑ دے دیئے گئے ہوں اور وہ کوڑیوں والے یا چار آنے والے پر حسرت کرے کہ میرے پاس تو چار آنے نہیں ہیں، میرے نزدیک اس کی ایک عقلی توجیہ یہ بھی ہے۔

ہدایت کسے کہتے ہیں؟

دیکھئے! چونکہ اللہ تعالی نے انسان کو صدر کائنات بنایا، گویا کہ یہ دولہا ہے اور پوری کائنات بارات ہے، یا یوں کہہ لیجئے کہ انسان مخدوم ہے اور پوری کائنات اس کی خادم ہے، جیسا کہ اس حقیقت کو اللہ تعالی نے بہت سی آیات میں بیان فرمایا: هُوَ الَّذِی خَلَقَ لَكُم مَّا فِی الْأَرْضِ جمیعا (۱) کہ زمین وآسمان کی تمام نعمتیں تمہارے لیے ہیں۔ لیکن اللہ نے انسان کا مزاج اور انسان کی فطرت ایسی بنائی ہے کہ وہ بڑی سے بڑی نعمت سے اسی وقت فائدہ اٹھا سکتا ہے جب اسے اس نعمت کے استعمال کا صحیح طریقہ اور قانون معلوم ہو، اور اسے اس قانون پر عمل کی توفیق بھی ہو، مثال کے طور پر آپ کے پاس بہت قیمتی جہاز ہے لیکن آپ کو اس کا طریقہ استعمال معلوم نہیں ہے، اس کو اُڑانے کا طریقہ معلوم نہیں ہے، تو وہ آپ کے لئے محض ایک ڈبہ ہے، یا آپ نے کروڑوں روپے کی گاڑی خریدی، اور آپ کو ڈرائیونگ کے اصول معلوم نہیں ہیں اور نہ آپ نے اسے چلانا سیکھا ہے، تو وہ گاڑی آپ کے کسی کام کی نہیں ہے، یا استعمال کرنے کا طریقہ تو معلوم ہے لیکن آپ کو اس طریقہ پر استعمال کرنے کی توفیق نہیں ہوئی، تب بھی وہ آپ کے لئے فائدہ مند ہونے کی بجائے نقصان دہ بن جائے گی، جیسا کہ کبھی کبھی ہمارے ساتھ بھی یہ چیز پیش آتی ہے، کہ آپ نے کروڑوں روپے کی گاڑی خرید لی، اور آپ گاڑی چلارہے ہیں، اور آپ کو ڈرائیونگ کے تمام ضابطوں اور قاعدوں کا علم ہے، اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ اگر سامنے کوئی رکاوٹ آجائے، کوئی چیز آجائے، تو فوراً ایکسی لیٹر سے پیر ہٹا کر بریک پر رکھنا ہے، لہٰذا آپ برابر سارے طریقہ فالو کررہے تھے لیکن ہوا یہ کہ آپ سو کی اسپیڈ سے گاڑی چلارہے تھے، اور اچانک سامنے کوئی جانور آگیا، یا کوئی ٹوٹا ہوا پل آگیا، یا راستہ میں کوئی پتھر پڑا ہوا تھا، تو اسے دیکھتے ہی آپ کے اوسان خطا ہوگئے، اب آپ کو تو یہ کرنا چاہیے تھا کہ آپ ایکسی لیٹر چھوڑ کر بریک پر پاؤں رکھتے لیکن گھبراہٹ کی وجہ سے ایکسی لیٹر مزید دب گیا، جس کی وجہ سے گاڑی سو کی اسپیڈ کی بجائے ایک سو بیس کی اسپیڈ سے چلنے لگی، پھر گاڑی کا بیلینس بگڑ گیا، اور وہ کسی چیز سے جاٹکرائی یا پل سے نیچے گرگئی، اور آپ کی زندگی کا سفر ختم ہوگیا۔

اب ایسا کیوں ہوا؟ حالانکہ آپ کو تو طریقہ اور قانون معلوم تھا، تو ایسا اس لئے ہوا کہ جو صحیح طریقہ تھا اس پر عمل کی توفیق نہیں ہوئی، لہٰذا طریقہ بھی صحیح معلوم ہو اور بروقت اس پر عمل کی توفیق

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ہوجائے اس کا نام ہدایت ہے۔

ہدایت نہ ہوتو نعمت ہلاکت کا ذریعہ بن جاتی ہے

چنانچہ انسان کے لئے کوئی بھی چیز اسی وقت نعمت بنے گی جب اس کے ساتھ ہدایت ہو، ہمارے پاس اگر ہدایت نہیں ہے تو وہ نعمت بعض دفعہ ہلاکت کا ذریعہ بن جاتی ہے، جیسے کہ یہ گاڑی جو کہ ہمارے لئے نعمت تھی لیکن ہلاکت کا ذریعہ بن گئی۔ اور انسان کے لئے زندگی گزارنے کا جو صحیح طریقہ ہے، وہ قرآن کریم میں موجود ہے، یعنی یہ قرآن ہمارے لئے ہدایت نامہ ہے، لہٰذا اگر ہم قرآن کے مطابق زندگی گزاریں گے تو دنیا کی ہر نعمت ہمارے لئے نعمت بنی رہے گی، اور ہم اس سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکیں گے، اگر ہم اس قرآنی ہدایت کے خلاف نعمت استعمال کریں گے تو وہ نعمت ہمارے لئے زحمت بن جائے گی، مثال کے طور پر آنکھ کتنی قیمتی نعمت ہے، اور آپ اس کی قیمت اس سے پوچھئے جس کے پاس آنکھ نہیں ہے، ایک آدمی بہت غریب ہے، اس کے گھر پر فاقے ہورہے ہیں، اور کوئی بڑا سیٹھ آکر اس سے کہے کہ تم ایک آنکھ مجھے دے دو میں تمہیں پانچ کروڑ روپے دوں گا، تو ہم میں سے کوئی موٹی عقل والا بھی اپنی آنکھ بیچنے کے لئے تیار نہیں ہوگا، ہم صرف اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ آنکھ کتنی بڑی نعمت ہے لیکن یہ نعمت اسی وقت تک نعمت ہے جب اس کے ساتھ ہدایت ہو، جب ہم اسے شریعت کے مطابق استعمال کریں، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے، کہ باپ کے چہرے پر فرمانبردار بیٹے کی ایک نگاہ ایک مقبول حج کا ثواب رکھتی ہے۔ ((رقم الحدیث: ۷۴۷۲، رواہ البیہقی فی شعب الایمان، الخامس والخمسون من شعب الایمان، وھو باب فی برالوالدین، ۱۰/۲۶۵))، حدیث میں تو بیٹے کے الفاظ ملتے ہیں لیکن محدثین کرام نے لکھا ہے کہ بیٹی کی نگاہ کا بھی یہی معاملہ ہے، اور اس سلسلہ میں ماں کا بھی یہی حکم ہے جو باپ کا ہے، بلکہ باپ کے مقابلہ میں ماں کا درجہ اور زیادہ بڑھا ہوا ہے، جیسا کہ ایک روایت میں یہ بات ملتی ہے کہ کسی نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میری خیرخواہی اور ہمدردی کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ تو آپ نے تین مرتبہ یہی فرمایا کہ تیری ماں، اور چوتھی دفعہ میں باپ کا تذکرہ کیا ((1) رقم الحدیث: ۵۹۷۱، رواہ البخاری، کتاب الأدب، باب من أحق الناس بحسن الصحبۃ) اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے کہ اولاد پر سب سے بڑا حق ماں کا ہے، اور بیوی پر سب سے بڑا حق شوہر کا ہے، جب اللہ کے نبی ﷺ نے یہ فرمایا: کہ باپ کے چہرے پر فرماں بردار بیٹے کی ایک نگاہ ایک مقبول حج کا ثواب رکھتی ہے، تو صحابہ نے عرض کیا: یا نبی اللہ! اگر آدمی دن میں سو بار دیکھے تو کیا تب بھی اسے اتنا ہی ثواب ملے گا، تو اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہے، آپ جتنی مرتبہ دیکھو گے اتنی مرتبہ حج کرنے کا ثواب ملے گا۔(۳)

آنکھ کی نعمت کا صحیح استعمال

اب آپ اندازہ لگائیں! کہ آج کے زمانہ میں ایک حج تقریباً ساڑھے تین یا چار لاکھ روپے میں ہوتا ہے، اور وہ بھی اس صورت میں جب کہ حج کمیٹی سے حج کیا جائے، اور اگر کسی ٹور وغیرہ سے وی آئی پی حج کیا جائے تو اس کا خرچ تقریباً پانچ سے لے کر پندرہ لاکھ تک آتا ہے، اور حج کرلینے کے بعد وہ مقبول ہوا یا نہیں اس کی بھی کوئی گارنٹی نہیں ہے لیکن صرف ماں باپ کو شفقت و عظمت سے ایک نظر دیکھ لینا مقبول حج کا ثواب رکھتا ہے، تو اگر آنکھ کی اس نعمت کے ساتھ ہدایت ہے، تو آپ روزانہ اپنے اکاؤنٹ میں کئی سو حج کا ثواب لکھا سکتے ہیں، اور اگر اس نعمت کے ساتھ ہدایت نہیں ہے تو یہی آنکھ آپ کی ہلاکت کا ذریعہ بن سکتی ہے، جیسے ہم نے ان آنکھوں کے ذریعہ بدنظری کرلی، یعنی کسی نامحرم کو دیکھ لیا، کسی کے ستر کو دیکھ لیا، اور صرف یہی نہیں، بلکہ علماء نے لکھا ہے، کسی کو حقارت، نفرت اور کراہیت سے دیکھنا بھی بدنظری میں شمار ہوتا ہے لیکن ہم اسے بدنظری نہیں سمجھتے، تو حدیث میں آتا ہے کہ بدنظری کے عادی کو جو سزا دی جائے گی، وہ یہ ہے کہ

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اس کی آنکھوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا (1)، اب آپ سوچیں کہ اس صورت میں کتنی اذیت وتکلیف ہوگی، تو معلوم ہوا کہ اگر کسی نعمت کے ساتھ ہدایت نہیں ہے، تو یہ نعمت ہمارے لئے زحمت بن جائے گی، اس لئے میں کہتا ہوں کہ کائنات کی ساری نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے ضابطے اور قاعدے کا نام قرآن مجید ہے، یہ ہمیں اللہ سے تعلق پیدا کرنے کا ضابطہ بتاتا ہے، اللہ کی رضا حاصل کرنے کا طریقہ بتاتا ہے، جنت تک جنت جانے کا راستہ بتاتا ہے، یہ ہمارے لئے پوری زندگی گزارنے کا منشور ہے

قرآن مجید ہمارے لئے نامہ محبوب کی طرح ہے

دیکھئے! قرآن مجید کی ایک حیثیت ہمارے لئے محبت نامہ کے جیسی ہے، اس لئے کہ ہم سب صاحب ایمان ہیں اور ایمان کا ایک جسم ہے، اور ایک روح ہے، ایمان کا جسم یہ ہے کہ آدمی زبان سے کلمہ لا إلہ إلا اللہ کا اقرار کرے، اور دل سے تصدیق کرے اور ایمان کی روح ''اللہ کی محبت ہے: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ کہ یہ لوگ ناسمجھ اور احمق ہیں، جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسری چیزوں کو اپنا محبوب اور پیارا بنا رکھا ہے، لیکن اہل ایمان کی پہچان یہ ہے کہ ان کے دل میں اللہ کی محبت ساری محبتوں پر غالب رہتی ہے، تو گویا ہر ایمان والا اللہ کا عاشق ہے، اور اللہ ہمارے معشوق ومحبوب ہیں، اس لحاظ سے قرآن مجید ہمارے لئے نامہ محبوب کی طرح ہے، اس لئے قرآن مجید سے ہمارا تعلق ایسا ہونا چاہیے، جیسے ایک عاشق کو اپنے معشوق ومحبوب کے خط سے ہوتا ہے، اور یہ ساری محبت کی لائن کی چیزیں ہیں، اسے وہی آدمی سمجھ سکتا ہے جس کو کسی سے محبت ہو جائے، اور جب انسان کو صحیح معنی میں اللہ سے محبت ہو جائے گی تو وہ قرآن کو بہت عظمت کے ساتھ پڑھے گا، اور قرآن کے ساتھ اس کا تعلق ایک الگ ہی درجہ کا ہوگا۔

صحابہؓ کا عشق قرآن

یہی وجہ ہے کہ جب ہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین کی زندگی کو دیکھتے ہیں، جو حقیقی مومن تھے، جن کے دل میں اللہ کی محبت تھی، تو وہ اللہ کی محبت میں جان دینے کو بے چین رہتے تھے، حتی کہ قرآن نے ان کی شان میں یہاں تک کہہ دیا: مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ (۱) کہ وہ اصلی مرد تھے، جنہوں نے اپنے کئے ہوئے عہد کو سچ کر دکھایا، ان میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کر لی اور کچھ وہ ہیں جو ابھی بھی انتظار میں ہیں، کہ محبوب کی راہ میں ہماری جان کی بازی پیش کرنے کا نمبر کب آئے گا۔ یہ وہ لوگ تھے، جب وہ قرآن کو دیکھتے تو بالکل دیوانہ وار رونے لگتے، ان کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو جاری ہو جاتے، اور ان کی زبانوں سے یہ الفاظ نکلتے، "ہٰذا کلام ربی ہٰذا کلام ربی یہ ہمارے محبوب رب کا کلام ہے، یہ ہمارے محبوب رب کا کلام ہے۔

محبت کا دعوی اور ہماری حالت

اور عاشق کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنے محبوب کے پیغام کے ایک ایک لفظ کو غور سے پڑھتا ہے، اور اس کے کئی کئی مطالب نکالتا ہے، اس کو اپنے سینہ سے لگائے رکھتا ہے، مگر ہماری محبت بھی بڑی مضحکہ خیز محبت ہے کہ ہمیں دنیا میں آئے ہوئے چالیس سال ہو گئے، پچاس سال ہو گئے لیکن ابھی تک ہمیں یہی معلوم نہیں ہے کہ محبوب نے اپنے کلام میں کیا لکھا ہے، اور اس سلسلہ میں ہم اپنے آپ کو معذور سمجھتے ہیں کہ ہم تو عربی زبان نہیں جانتے، اور ہمارا معاملہ بالکل اس عاشق جیسا ہے جو محبوب کی زبان سمجھتا ہی نہ ہو:

زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم
چہ خوش بودی اگر بودی زبانش در دہان من

[باقی آئندہ]

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

لوجہاد
حقیقت اور پروپیگنڈہ

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت کچھ ایسی رکھی ہے کہ وہ محبت کا بھوکا ہے؛ اسی لئے اسے خوشی کے ماحول میں ایسے لوگوں کی جستجو ہوتی ہے جو اس کی مسرت میں شریک ہوسکیں، یہ شرکت اس کی خوشی کو دوبالا کردیتی ہے، اسی طرح کسی انیس وغم خوار کی موجودگی اس کے غم کو ہلکا کرنے کا باعث بنتی ہے، یہ محبت اسے اکثر ایسے رشتوں سے حاصل ہوتی ہے جو فطری ہیں اور جس میں اس کے اختیار کو کوئی دخل نہیں، اور ایک رشتہ ایسا بھی ہے جس کو انسان اپنی پسند اور اختیار سے وجود میں لاتا ہے، یہ ہے رشتۂ نکاح۔ نکاح کے بندھن میں بندھنے والے مرد وعورت کا ایک خاندان، ایک علاقہ اور ایک زبان سے وابستہ ہونا ضروری نہیں، بہت سی دفعہ بالکل اجنبی لوگوں کے درمیان رشتہ طے پاتا ہے؛ لیکن یہ رشتہ ایسی محبت و اُلفت کو جنم دیتا ہے جس کی گہرائی اکثر اوقات دوسرے تمام رشتوں سے بڑھ جاتی ہے، پرانے رشتے اس نئے رشتہ کے مقابلہ میں ہیچ ہوجاتے ہیں، یہ رشتہ یوں بھی اہم ہوتا ہے کہ دونوں فریقوں کا مستقبل بڑی حد تک موت تک ایک دوسرے سے جڑا ہوتا ہے، یہ ایک دوسرے کے ذریعہ ماں باپ بنتے ہیں اور باہمی تعاون کے ساتھ اپنے جگر پاروں کی پرورش کرتے ہیں، ایک زمانہ تک وہ خود ایک دوسرے کے لئے سنہرے خواب کی حیثیت رکھتے تھے، اور اب دونوں مل کر اپنی آئندہ نسل کے لئے خواب دیکھتے ہیں۔

اسی لئے رشتۂ نکاح میں دونوں فریق کے درمیان زیادہ سے زیادہ ہم آہنگی ہونی چاہئے، یہ ہم آہنگی رشتوں کو پائیدار بناتی ہے، جو لوگ وقتی طور پر کسی پر دل پھینک دیتے ہیں اور اس بنیاد پر ازدواجی رشتہ سے بندھتے ہیں، عموماً ان کے درمیان تعلق میں استحکام باقی نہیں رہتا، ہم آہنگی کے لئے ایک ضروری شرط فکر و عقیدہ کی موافقت بھی ہے۔ سوچئے کہ اگر ایک شخص اللہ کو ایک مانتا ہو اور اللہ کے سوا کسی کے سامنے اپنی پیشانی رکھنے کو سب سے بڑا جرم تصور کرتا ہو، اس سے اس شخص کے ساتھ چوبیس گھنٹے کی زندگی میں کیسے موافقت ہوسکتی ہے، جو سینکڑوں مخلوقات کا پجاری ہو، جب دونوں کے مذہبی تہوار آئیں گے تو اگر وہ اپنے نظریہ میں سنجیدہ اور سچا ہو تو کیا ان کے درمیان نزاع پیدا نہیں ہوگی؟ جب اولاد کی تعلیم وتربیت اور ان کی مذہبی وابستگی کا مسئلہ آئے گا تو کیا آپس میں کھینچ تان کی نوبت نہیں آئے گی؟ یقیناً آئے گی؛ اسی لئے اسلام میں جو چیزیں نکاح میں رکاوٹ مانی گئی ہیں، جن کو فقہ کی اصطلاح میں ’’موانع نکاح‘‘ کہا جاتا ہے، ان میں ایک اختلاف دِین بھی ہے۔

اس کی تفصیلات کو تین نکات میں سمیٹا جاسکتا ہے:

(۱) اول یہ کہ مسلمان لڑکی کا نکاح کسی بھی غیر مسلم لڑکے سے نہیں ہوسکتا، خواہ وہ یہودی وعیسائی ہو یا کافر ومشرک، جیسے ہندو بدھسٹ وغیرہ، اور اس کی وجہ ظاہر ہے کہ ایک عورت کے لئے مخالف ماحول میں اپنے ایمان کی حفاظت دشوار ہوجائے گی،

(۲) دوسرے کسی مسلمان مرد کا نکاح یہودی اور عیسائی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

عورت کے علاوہ کسی بھی غیر مسلم عورت سے نہیں ہوسکتا، ظاہر ہے اس میں ہندو خواتین بھی شامل ہیں۔

(۳) تیسرے مسلمان مرد کا نکاح یہودی اور عیسائی عورت سے ہوسکتا ہے۔

لیکن اس سلسلہ میں دو باتیں پیش نظر رہنی چاہئیں، ایک یہ کہ یہودی اور عیسائی ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس نے حکومت کے مردم شماری کے خانہ میں اپنے ساتھ یہودی یا عیسائی لکھا ہو، جیسا کہ آج کل اہل مغرب کا حال ہے؛ بلکہ ضروری ہے کہ وہ حقیقتاً یہودی اور عیسائی ہو، یعنی خدا پر، نبوت پر، الہامی کتاب پر اور آخرت کے نظام پر ایمان رکھتی ہو، دوسرے اگرچہ یہودی اور عیسائی خواتین سے نکاح کی گنجائش ہے؛ لیکن یہ بھی کراہت سے خالی نہیں۔

سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے جب یہ بات سنی کہ شام کے علاقہ میں مسلمان مرد یہودی اور عیسائی عورتوں سے نکاح کر رہے ہیں تو اس کو سختی سے منع کیا۔ اس کی دو مصلحتیں بالکل واضح ہیں، پہلی مصلحت یہ ہے کہ اس سے مسلم خاندانوں میں غیر اسلامی افکار اور اجنبی ثقافت کے گھس آنے کا اندیشہ ہے، دوسری مصلحت یہ ہے کہ سیاسی اور دفاعی اعتبار سے مسلمانوں کے حرم میں ایسی خواتین کا آنا نہایت نقصان دہ ہے، جنرل اکبر خان نے سیرت نبوی (ﷺ) پر اپنی کتاب ''حدیثِ دفاع'' میں اس پر بڑی چشم کشا گفتگو کی ہے، ۱۹۶۷ء کی جنگ میں اسرائیل کی کامیابی اور مصر و شام کی پسپائی کا بنیادی سبب یہی ہوا کہ بڑے بڑے کمانڈروں کی بیویاں عیسائی اور یہودی تھیں، اور سارے جنگی راز لمحہ بہ لمحہ اسرائیل تک پہنچ رہے تھے، افسوس کہ عربوں کی آنکھ اب تک نہیں کھلی، مصر کے موجودہ ڈکٹیٹر سیسی کی ماں یہودی تھی، یہاں تک کہ اس کا ماموں طویل عرصہ تک اسرائیل کا وزیر تعلیم رہا، اسی طرح شاہ اُردن کی بیوی عیسائی ہے، یاسر عرفات مرحوم کی بیوی کا بھی یہی حال تھا، یہی بے راہ روی ہے جس نے مسلم ملکوں کو ایسا کمزور کر دیا ہے کہ وہ یہودی اور عیسائی طاقتوں سے آنکھ ملانے اور ان کے سامنے زبانِ احتجاج کھولنے کی بھی ہمت نہیں پاتے؛ اس لئے کوئی شبہ نہیں کہ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو جو تنبیہ فرمائی تھی، وہ ان کی فراست ایمانی اور گہری بصیرت پر مبنی تھی۔

بہر حال اس میں تو کوئی دو رائے ہے ہی نہیں کہ مشرک مرد سے مسلمان عورت کا یا مشرک عورت سے مسلم مرد کا نکاح نہیں ہوسکتا، افسوس کہ اس روشن حقیقت کے باوجود اس وقت فرقہ پرست طاقتوں نے ''لو جہاد'' کا افسانہ چھیڑ رکھا ہے، اگر اسلام اس کا قائل ہوتا اور مسلمان نکاح کو اشاعتِ اسلام کا ذریعہ بنانا چاہتے تو غیر مسلم اقوام سے نکاح کی ممانعت نہیں کی گئی ہوتی؛ بلکہ اس کی حوصلہ افزائی کی جاتی، جیسا کہ آج کل عیسائی دنیا میں کی جاتی ہے؛ بلکہ اسلام میں تو یہ بات بھی پسندیدہ نہیں ہے کہ کوئی مرد یا عورت اس لئے اسلام قبول کرے کہ اس کی فلاں شخص سے شادی ہوجائے، اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور ہدایت کو حاصل کرنا اس کا مقصد نہ ہو۔

عہد نبوی میں مکہ فتح ہونے سے پہلے تک یہ بات واجب قرار دی گئی تھی کہ وہ مدینہ منورہ ہجرت کر جائیں، ایک صاحب اسلام قبول کر چکے تھے؛ لیکن وطن سے جو فطری محبت ہوتی ہے، اس کی وجہ سے ان کا دل ہجرت کرنے پر آمادہ نہیں تھا؛ لیکن وہ جن خاتون سے نکاح کرنا چاہتے تھے، ان خاتون نے شرط لگا دی کہ اس کے لئے ہجرت کرنی ہوگی، بالآخر انھوں نے ہجرت کی، رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پسند نہیں آئی؛ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عمل کی قبولیت اور اس پر اجر و ثواب کا مدار نیت پر ہے ''إنما الاعمال بالنیات''، جس کی نیت اللہ اور رسول کی خوشنودی حاصل کرنا ہوگا، اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف سمجھی جائے گی، یعنی اللہ تعالیٰ اس کو اجر عطا فرمائیں گے، اور جس کی ہجرت نکاح یا کسی دنیاوی غرض کے لئے ہو، اس کی ہجرت قابل اجر و ثواب نہیں ہے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تو اگر کوئی شخص دل کی آمادگی کے ساتھ اسلام قبول نہ کرے، صرف اس لئے مسلمان ہو جائے کہ فلاں لڑکے یا لڑکی سے میری شادی ہو جائے، تو اندیشہ ہے کہ اس کو کما حقہ اجر وثواب نہ ملے۔ اور اگر وہ اسی کیفیت پر قائم رہے تو یہ ایک طرح کا نفاق ہوگا اور عجب نہیں کہ آخرت میں اس کا ظاہری ایمان اس کے منہ پر مار دیا جائے۔

ہندوستان میں مسلمانوں نے عام طور پر ہمیشہ حلال وحرام کی سرحدوں کو باقی رکھا ہے اور معتبر اور دین دار مسلمانوں نے کبھی غیر مسلم لڑکیوں کو بحیثیت منکوحہ اپنانے کی کوشش نہیں کی، بعض لوگ اکبر کی جودھا بائی سے شادی کا ذکر کرتے ہیں؛ لیکن یہ شادی راجپوتوں کی رضامندی؛ بلکہ رغبت کی بنیاد پر ہوئی تھی اور اکبر کوئی عالم یا دین دار مسلمان نہیں تھا کہ اس کے عمل کو مسلمانوں کے سر تھوپا جائے، حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی لڑکا یا لڑکی اپنے ضمیر کی آواز پر کسی مذہب کو قبول کرلے اور اپنے ہم مذہب سے نکاح کرنا چاہے تو ہمارے ملک کا قانون اس کی اجازت دیتا ہے اور اس کو تبدیلی مذہب کے لئے شادی نہیں کہا جاسکتا، اور اگر موجودہ مخلوط ماحول میں کوئی اپنی پسند کی بنا پر دوسرے مذہب کی لڑکی یا لڑکے سے رشتہ کرتا ہے تو اس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ اور کم سے کم ہندوستان میں ایسے واقعات بہت پہلے سے ہوتے آئے ہیں اور اب بھی ہو رہے ہیں، خود مہاتما گاندھی کے خاندان میں اس کی مثال موجود ہے۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جس فرقہ پرست گروہ نے اس وقت اس افسانہ کو رائی سے پہاڑ بنا دیا ہے، ان کے گھروں میں ایسے واقعات زیادہ پیش آتے رہتے ہیں، اشوک سنگھل جیسے تشدد پسند وی ایچ پی لیڈر کی بیٹی مختار عباس نقوی کے نکاح میں ہے، مرلی منوہر جوشی کی بیٹی کی شادی ایک دوسرے بی جے پی لیڈر سے ہوئی ہے، لال کرشن اڈوانی کی بیٹی پرتیبھا اڈوانی نے دوسری شادی ایک مسلمان سے کی ہے، زہر اُگلنے والے فرقہ پرست لیڈر سبرامنیم سوامی کی بیٹی نے بھی مسلمان سے شادی کی ہے۔ خود مودی کی بھتیجی ایک مسلمان کے نکاح میں ہے، بال ٹھاکرے کی پوتی نیہا ٹھاکرے ڈاکٹر محمد نبی کے نکاح میں آئی ہے، پروین توگڑیا جیسے شدت پسند زہر اُگلنے والے شخص کی بہن کی شادی ایک رئیس مسلمان سے ہوئی ہے۔

وہیں ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ بعض غیر مسلم مردوں نے مسلمان عورتوں سے شادی رچائی ہے اور ایسی مثال بھی موجود ہے کہ بعض دفعہ عشق کے متوالے عاشق نے شادی کے لئے اسلام قبول کرلیا، غرض کہ ایسی شادیاں مذہب کی اشاعت کے جذبہ سے نہیں ہوتیں؛ بلکہ نفسانی جذبات کے تحت ہوتی ہیں، اس میں ہندو مسلم کا کوئی امتیاز نہیں، ایسے واقعات کو ''لو جہاد'' کا نام دینا جھوٹ اور دھوکہ کی بنیاد پر اپنے سیاسی قد کو اونچا کرنا ہے۔

اس لئے ہمارے علماء اور خطباء کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مسلمانوں کی نئی نسل کو نکاح کے سلسلہ میں اسلامی تصورات سے واقف کرائیں اور ایسے واقعات کو روکنے کی کوشش کریں، جن میں ایک مسلمان لڑکا ایک غیر مسلم لڑکی کو بیاہ کرلے آتا ہے، یا مسلمان لڑکی غیر مسلم لڑکے کے ساتھ رشتہ ازدواج میں بندھ جاتی ہے کہ اس سے مسلم معاشرہ کو نقصان پہنچ رہا ہے، یہ گناہ کی زندگی ہے، شریعت کی نگاہ میں یہ نکاح ہے ہی نہیں اور اس سے معاشرہ کا امن بھی درہم برہم ہوتا ہے، ہاں اگر کوئی ہندو لڑکا یا لڑکی واقعی صدقِ دل سے اسلام قبول کرلے، تو یقیناً شرعی طریقہ پر مسلمان لڑکے اور لڑکی کو اس سے نکاح کرنا چاہیے اور اسے اپنے خاندان کا حصہ بنالینا چاہئے، یہ شریعت کا حکم بھی ہے اور ہمارے ملک کا قانون بھی واضح طور پر اس کی اجازت دیتا ہے۔

ایک ایمان ہے بساط اپنی
نہ عبادت نہ کچھ ریاضت ہے

.... **خواجہ میر درد دھلوی**

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مسجد پریچے پروگرام کیسے کریں؟

—— مولانا سراج احمد ندوی ممبئی 8948579773

مسجد پریچے پروگرام ایک دعوتی اور تعارفی پروگرام ہے، جو غیر مسلم بھائیوں کے لئے مساجد میں اس لئے منعقد کئے جاتے ہیں تاکہ مساجد کے قرب وجوار میں بسنے والے برادران وطن، خواہ عوام ہوں یا خواص، عصری تعلیم یافتہ طبقہ ہو یا مذہبی طبقہ، یا پھر ایڈمنسٹریشن کے لوگ ہوں، انہیں مسجد میں بطور مہمان بلاکران کے سامنے مسجد، اذان، نماز اور اسلام کا تعارف پیش کیا جائے، اور ان کے ذہنوں میں پنپ رہی طرح طرح کی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جائے اور ان کے سامنے اسلام کے محبت بھرے پیغام کو واضح کیا جائے، آپسی محبت و بھائی چارہ، بین المذاہب ہم آہنگی اور قومی یکجہتی کو فروغ دیا جائے، اور یہ ماحول پیدا کیا جائے کہ سماج کے سبھی لوگ آپس میں ایک دوسرے سے جڑیں، ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوں، خیر کے کاموں میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں، اور سماج میں بھلائی، خیر خواہی، ایمان داری، اور امن وشانتی کو فروغ دینے کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی برائی اور نفرت وتعصب کو مٹانے کی کوشش کریں!

مسجد پریچے پروگرام کے لئے چند امور ضروری ہیں' جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں :.

(1) مسجد کے منتظمین سے مشورہ کیا جائے، اور ایک تاریخ متعین کی جائے۔

(۲) مقامی زبان میں خوبصورت دعوت نامہ تیار کیا جائے، جس کا عنوان: مسجد پریچے اور سدبھاؤنا پروگرام، مسجد تعارف اور پیغام انسانیت پروگرام، وغیرہ کچھ ہو۔

(۳) کم از کم ایک ہفتہ کا وقت لے کر براہ راست برادران وطن کے گھر، آفس، اسکول، کالج، اور عبادت گاہوں میں جاکران سے ملاقات کی جائے، پروگرام کا تعارف کرایا جائے، اور پروگرام میں شرکت کی دعوت دی جائے۔

(۴) پروگرام سے ایک دن پہلے یاددہانی کرائی جائے کہ بھائی کل پروگرام ہے آپ کو آنا ہے۔

(۵) قرب وجوار میں بینر وغیرہ بھی لگائے جاسکتے ہیں۔

(٦) مقامی سرکاری انتظامیہ سے پروگرام کی اجازت ضرور لے لی جائے۔

(۷) مسجد اور خصوصاً وضو خانہ اور بیت الخلا وغیرہ کی اچھی طرح صفائی کرلی جائے تاکہ آنے والے مہمانوں پر ایک اچھا تاثر (impression) جائے۔

(۸) مسجد کے نمازیوں کو بھی اس پروگرام کی اہمیت و افادیت اور ضرورت سے آگاہ کیا جائے، انہیں پروگرام کے اصول وآداب بھی سکھائے جائیں، اور تاکید کی جائے کہ کسی مسلمان سے کوئی ایسا قول یا عمل سرزد نہ ہو جس کا مہمانوں پر منفی اثر پڑے۔

(۹) پروگرام کا وقت ایسا ہو جس میں وہ لوگ کوئی نماز بھی باجماعت دیکھ سکیں، جہری نماز ہو تو بہتر ہے، ورنہ کوئی بھی ایک نماز ہوسکتی ہے۔

(۱۰) پروگرام طویل نہ کیا جائے زیادہ سے زیادہ 2 گھنٹے ہو

(۱۱) ماہرین کی دو چار لوگوں کی ایک ٹیم تیار کرلی جائے، یا کہیں سے بلوالیا جائے، جو لوگوں سے دعوتی گفتگو کرسکیں، انفرادی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بھی اوراجتماعی بھی۔

(۱۲) پروگرام دوطرح سے کئے جاسکتے ہیں، ایک انفرادی دوسرے اجتماعی۔

(۱۳) انفرادی پروگرام کی ترتیب: ایک مقررہ وقت پر دعوت دی جائے، لوگ فرداً فرداً آتے جائیں، سب سے پہلے ان کا دروازہ پرہی پھولوں سے استقبال کیا جائے، ہاتھ ملائیں، ممکن ہوتو گلے لگائیں، مسجد میں داخل کریں، مسجد میں داخل ہونے کی جو دعا ہے: اللّٰھمُ افتح لی أبواب رحمتک کا مفہوم بتائیں۔

وضو خانہ دکھائیں، وضو کیا ہوتا ہے؟ بتائیں، بلکہ باقاعدہ وضو کرکے بتائیں، پھر اندر لے جاکر مسجد کا تعارف پیش کریں، صفوں کی خصوصیت بتائیں، اذان، نماز، اسلام، قرآن، اللہ کی ذات، رسول کی ذات کا تعارف پیش کریں، محبت و بھائی چارے کا اظہار کریں اور بتائیں کہ ہم اور آپ خونی رشتہ کے بھائی ہیں، کتابوں کے اسٹال پر لے جائیں، قرآن اور جو کتابیں ہوں ان کا تعارف کرائیں، اور کچھ کتابیں ہدیہ بھی کریں۔

پھر اخیر میں ان کے تاثرات لیں ان کا کوئی سوال ہوتو محبت ونرمی سے جواب دیں، کیسا ہی سخت سوال ہو مشتعل بالکل نہ ہوں صبر سے کام لیں، اورکوشش کرکے غلط فہمیوں کو دور کریں۔

(۱۴) اجتماعی پروگرام کی ترتیب!

استقبال و وضو کے تعارف کے بعد مسجد میں منبر کے قریب لے جاکر بٹھائیں، جب ایک بڑی تعداد آجائے تو پروگرام کا باقاعدہ آغاز کیا جائے، ایک صاحب پروگرام کی نظامت کے فرائض انجام دیں اور سب سے پہلے قرآن مجید کی چند آیات کی تلاوت کی جائے، اس کے بعد مقامی زبان میں یا جوزبان زیادہ تر لوگ سمجھتے ہوں ان کا ترجمہ کیا جائے، پھر کم ازکم تین مقررین کو تین الگ الگ موضوعات پر گفتگو کا موقع دیا جائے، یادرہے گفتگو زیادہ طویل نہ کی جائے۔

پہلے مقرر: آنے والے مہمانوں کا استقبال کریں، محبت و اپنائیت کا اظہار کریں، اور پروگرام کے مقاصد پر روشنی ڈالیں، اس بات کا اظہار کریں کہ آپ کے آنے سے ہمیں خوشی ومسرت ہو رہی ہے، نیز اس بات کا واضح طور پر اظہار کریں کہ آپ کوئی غیر نہیں ہیں بلکہ ہمارے خونی رشتہ کے بھائی ہیں، آپ اپنے خونی رشتہ کے بھائیوں میں تشریف لائے ہیں، اور یہ مسجد مالک کا گھر ہے، اس مالک کا جو ہمارا آپ کا سب کا مالک ہے، آپ اپنے مالک و خالق کے گھر تشریف لائے ہیں، آپ سیدھے اپنے پروردگار کے مہمان ہیں۔

دوسرا مقرر: مسجد، مسجد کی خصوصیات، مسجد کی صفوں اوراذان ،نماز، اورنماز میں کیا ہوتا ہے تمام چیزوں کا تعارف پیش کرے۔

تیسرے مقرر: اسلام، توحید، رسالت، آخرت، اللہ، رسول قرآن، قرآن کی بنیادی تعلیمات، رسول کی اخلاقی تعلیمات پر روشنی ڈالیں، اورسیرت سے ایک دو اخلاقی واقعے بھی سنائیں، جیسے حضرت بلال کا واقعہ، مسجد میں پیشاب کرنے کا واقعہ، طائف کا واقعہ، فتح مکہ کا واقعہ، وغیرہ ...

پھر اخیر میں سامعین سے بھی تاثرات کے لئے درخواست کی جائے، اورکوشش کی جائے کہ ایک دو اہم لوگوں کے تاثرات ضرور آجائیں۔

مسجد کا تعارف کیسے اورکیا کیا پیش کریں؟

1 مسجد میں داخل ہونے کی دعا: اللھم افتح لی أبواب رحمتک ’’اے مالک (اللہ) تو ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے‘‘

2 وضو کا تعارف، ہمارا مالک پوتر (پاک) ہے، اور پوترتا (پاکی) کو پسند کرتا ہے، یہ مسجد اس پوتر مالک کا گھر ہے، اس لئے ہمیں بھی اس کے گھر میں پرویش (داخل) ہونے سے پہلے پوتر ہونا چاہئے، اس مالک نے ہمیں پوتر ہونے کا یہ طریقہ سکھایا ہے، اگر وقت ہوتو مختصراً غسل اور وضو کا طریقہ بتلا دیا جائے۔

3 مسجد کا تعارف!

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مسجد کے معنیٰ ہیں سجدہ کرنے کی جگہ (مالک کے سامنے ماتھا ٹیکنے کی جگہ) یہ اللہ کی عبادت کرنے کی جگہ ہے، پانچ وقت اذان کے بعد یہاں مسلمان آتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں، سب ایک صف (line) میں کھڑے ہوتے ہیں، نہ کوئی بڑا ہے، نہ کوئی چھوٹا، بادشاہ وقت بھی اسی صف میں کھڑا ہوتا ہے، جہاں ایک عام آدمی کھڑا ہوتا ہے، جو پہلے آئے گا وہ خواہ کوئی بھی ہو پہلی صف میں جگہ ملے گی، اور جو بعد میں آئے گا وہ پیچھے کھڑا ہوگا، ایک مرتبہ انڈیا کے سابق صدر جمہوریہ مرحوم اے پی جے عبدالکلام کسی مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے گئے، تاخیر ہوگئی تھی بالکل پیچھے جوتوں کے پاس جگہ ملی، وہیں کھڑے ہوگئے، ساتھ والوں نے کوشش کی کہ آگے کوئی جگہ مل جائے، آنجناب نے صاف منع کردیا، اور جہاں جگہ ملی وہیں نماز پڑھ کر واپس آگئے۔

مسجد میں صرف امام کی جگہ متعین ہوتی ہے، بقیہ کسی کی بھی جگہ متعین نہیں ہوتی، جس کو جہاں جگہ ملے وہیں نماز ادا کرنی ہے

دیکھئے یہاں صرف ایک اللہ کی عبادت ہوتی ہے، یہاں کوئی مورتی ہے نہ تصویر اور نہ ہی کسی طرح کی کوئی نشانی۔ مسجد میں کبھی کبھی اسی طرح کے پروگرام ہوتے ہیں، جس میں مسلمانوں کو اچھی باتیں بتائی جاتی ہیں، اچھے اخلاق سکھائے جاتے ہیں، سماج میں کس طرح رہنا ہے اس کے آداب اور سلیقہ سکھایا جاتا ہے . اس کے لئے صبح شام تعلیم ہوتی ہے۔

امام کون بن سکتا ہے؟

امام کے لئے بھی کوئی شرط نہیں ہے کہ وہ کس ذات برادری سے ہو، کس پیشہ سے ہو، امیر ہو کہ غریب ہو، بلکہ شرط یہ ہے کہ وہ دین اسلام کو زیادہ جاننے والا، قرآن کو زیادہ اچھا پڑھنے والا اور اللہ سے زیادہ ڈرنے والا متقی و پرہیزگار ہو، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام کسی طرح کے بھی ذات پات یا اونچ نیچ کے نظام کو نہ صرف یہ کہ قبول نہیں کرتا بلکہ اس کی مذمت کرتا ہے:

انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ......(آیت)

لا فضل لعربی علی عجمی (حدیث) وغیرہ پیش کریں

4 اذان!

دن میں پانچ مرتبہ لوگوں کو نماز کی دعوت دینے کے لئے اذان دی جاتی ہے، اذان سنائی جائے اور اس کا ترجمہ کیا جائے، اور بتایا جائے کہ اذان میں اللہ کی بڑائی بیان کی جاتی ہے، وہ مالک جو صرف مسلمانوں کا مالک نہیں ہے، بلکہ آپ سب کا بھی مالک ہے، ساری کائنات کا خالق ہے۔

5 نماز!

دین اسلام میں، دن میں پانچ وقت کی نماز فرض ہے، نماز اللہ کی عبادت کی سب سے اچھی اور خوب صورت شکل ہے، اسی کو ویدوں میں شاسٹھانگ اُپاسنا بھی کہا گیا ہے، یعنی ایسی عبادت جو جسم کے آٹھ اعضاء کے ذریعہ سے ادا کی جاتی ہے، دو پیر، دو گھٹنے، دو ہاتھ، ناک اور پیشانی، نماز اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے، نماز انسان کو بہت سی برائیوں اور بے حیائی کی باتوں سے روک دیتی ہے، نماز میں لوگ ایک دوسرے سے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں، اس سے اونچ نیچ کا مزاج ختم ہو جاتا ہے، آپس میں اتحاد و اتفاق قائم ہوتا ہے، ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی ہے، حال احوال معلوم ہوتے ہیں، پھر لوگ ایک دوسرے کے دُکھ سکھ میں کام آتے ہیں، اور سب سے بڑی بات یہ کہ جب بندہ دن میں پانچ دفعہ اللہ کے گھر آتا ہے اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے، اس کو یاد کرتا ہے، اس سے دعائیں مانگتا ہے، اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو اس کی شخصیت بالکل ربانی شخصیت (Devine personality) بن جاتی ہے، اس کو ہر لمحہ استحضار رہتا ہے کہ میرا خدا مجھے دیکھ رہا ہے، مجھے اپنے تمام اعمال کا اپنے مالک کے سامنے حساب دینا ہے، تو آپ غور کیجئے! ایسا شخص سماج کے لئے کیسا ہوگا؟

پانچ وقت کی نماز!

فجر: صبح سورج نکلنے سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ظہر: دوپہر میں پڑھی جاتی ہے۔

عصر: شام کو سورج ڈھلنے کے بعد غروب ہونے سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔

مغرب: سورج غروب ہونے کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

عشاء: رات کو پڑھی جاتی ہے، رات ذرا ڈھل جائے تو۔

جمعہ کی نماز: ہر Friday کو دوپہر میں ظہر کے بجائے جمعہ کی نماز ادا کی جاتی ہے۔ عیدین کی نماز: دونوں عیدوں میں صبح کے وقت یہ نماز پڑھی جاتی ہے۔

نماز کس طرح پڑھی جاتی ہے؟ اس کی عملی شکل کیا ہوتی ہے؟ اس کو بتایا جائے، کوئی صاحب باقاعدہ نماز پڑھ کر دکھائیں اور ایک ایک چیز کی وضاحت کریں کہ کس طرح کھڑے ہوتے ہیں؟ کس طرح ہاتھ باندھتے ہیں؟ کس طرح قرآن پڑھتے ہیں؟ سورۃ الفاتحہ کی شکل میں ہر نماز میں ایک دعا کرتے ہیں، جو مالک نے خود ہمیں سکھائی ہے؟ پھر بتائیں کہ کس طرح رکوع اور سجدہ کرتے ہیں، سجدہ کس طرح شاسٹھ انگ اپاسنا ہے اور ایک بندہ جب سجدہ کرتا ہے تو کس قدر اپنے مالک سے قریب ہو جاتا ہے، وغیرہ۔

روزانہ اپنی بستی کی سطح پر یہ اجتماع (نماز کے لئے) پانچ دفعہ کیا جاتا ہے، اور ہفتہ میں ایک دفعہ پورے علاقے کی سطح پر جمعہ کے لئے، اور سال میں دو دفعہ اور بڑی سطح پر عید کے لئے، تاکہ لوگوں میں اجتماعیت قائم ہو، ایک دوسرے سے جان پہچان ہو، اور سماج کو بہتر بنانے کے لئے سب مل جل کر کچھ کر سکیں۔

دعا: ہر نماز کے بعد ہم خود اپنے لئے، اپنے رشتہ داروں، دوست احباب اور دیش، اور دنیا کے تمام انسانوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

اسلام کا تعارف کیسے کرائیں؟

اسلام کیا ہے؟ اسلام دنیا کے تمام انسانوں کے لئے ان کے پیدا کرنے والے (creator) کی طرف سے بھیجا ہوا دین (دھرم) ہے، اور دین یا دھرم کہتے ہیں زندگی گزارنے کے طریقہ (way of life) کو، یعنی ہم سب کے پیدا کرنے والے مالک نے جس طرح ہماری تمام ضروریات کا لحاظ رکھا ہے اسی طرح یہ زندگی کیسے گذارنا ہے؟ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا ہے؟ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے؟ یہ زندگی کیسے کامیاب ہو سکتی ہے؟ اس کا بھی انتظام فرمایا ہے، اسلام سکھاتا ہے کہ دنیا کے تمام انسان ایک مالک کے بندے اور ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں، ان کا آپس میں خون کا رشتہ ہے۔

اسلام کے معنیٰ: اسلام کے دو معنیٰ ہیں،

1۔خود سپردگی: آتم سمرپن: .submission

یعنی اپنے آپ کو اپنے پیدا کرنے والے مالک کے حوالے کرنا، اس کے سامنے Surrender کر دینا، یعنی ایک انسان سب سے پہلے یہ جانے کہ اس کا خالق (creator) کون ہے؟ اور پھر اس کے سامنے اپنے آپ کو سرنڈر کر دے، اپنا جیون اس طرح گذارے جس طرح اس کا مالک و خالق چاہتا ہے۔

2۔امن وشانتی! .Peace

یعنی مسلم یا مسلمان وہ ہے جو اپنے آپ کو اپنے پروردگار کے سپرد کر دے، اپنے آپ کو سمرپت کر دے، اور امن پسند، شانتی پوروک اور peaceful رہے۔ (المسلمُ من سلم المسلمون من لسانه يده...)

اسلام کے تین بنیادی عقائد!

(۱) توحید! خدا کو اس کی ذات وصفات اور عبادت و بندگی میں ایک ماننا، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، نہ ذات میں کہ اس کی طرح کوئی اور خدا ہے، نہ صفات میں کہ اس کی طرح پیدا کرنے والا، زندگی وموت دینے والا، اولاد دینے والا، شفا دینے والا، روزی دینے والا کوئی اور بھی ہے، اور نہ عبادت میں کہ اس کی طرح کسی اور کو بھی سجدہ کرنا، قربانی کرنا، پوجا کرنا، دعائیں مانگنا وغیرہ جائز ہو۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

(۲) رسالت ! ہمارے خدا نے ہماری ہدایت و رہنمائی کے لئے ہر دور میں اپنے نبی و رسول بھیجے ہیں، وہ سب سچے بندے اور نبی و رسول تھے انہوں نے خدا کی طرف سے پیغام پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، ان سب کو تسلیم کرنا، ان پر ایمان لانا ان کی تعلیمات پر ایمان لانا ضروری ہے، اسی عقیدہ (faith) کو رسالت کہتے ہیں، آدم علیہ السلام پہلے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری پیغمبر تھے۔

(۳) آخرت ! مرنے کے بعد جو زندگی شروع ہوگی اور ہمیشہ ہمیش کے لئے ہوگی اسے آخرت کہتے ہیں۔

آخرت کے پانچ بڑے مراحل ہیں:

1۔موت: یعنی ہر ایک کو انفرادی طور پر یہ دنیا چھوڑ کر آخرت کی زندگی کی طرف کوچ کرنا ہے،

2۔قیامت: ایک دن آنے والا ہے، جسے "مہا پرلے" کہتے ہیں، اس دن یہ پوری کائنات ختم ہو جائے گی، باقی رہے گی تو بس خدا کی ذات بابرکات۔

3۔بعث بعد الموت: اس دن تمام انسان اولین و آخرین کو اللہ تبارک وتعالیٰ دوبارہ زندہ کریں گے، اپنے سامنے حاضر کریں گے۔

4۔حساب وکتاب: قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو نہ صرف یہ کہ دوبارہ اٹھائیں گے، اپنے سامنے حاضر کریں بلکہ حساب وکتاب لیں گے،

5۔جنت یا دوزخ: نیکو کاروں کو انکی نیکیوں کا بدلہ دیں گے اور بدکاروں کو ان کی بدی کا، نیکو کاروں کا ٹھکانہ جنت ہے اور بدکاروں کا ٹھکانہ جہنم، جنت میں نعمتیں ہی نعمتیں ہیں اور جہنم میں عذاب ہی عذاب۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا تعارف!

پہلے سورۃ الِاخلاص کی روشنی میں اللہ کا تعارف کرائیں اور پھر اس کے بعد مظاہر قدرت کے ذریعہ بھی اللہ کی پہچان کرانے کی کوشش کریں:

اللہ کا تعارف: سورہ اخلاص کی روشنی میں

1. اللہ ایک ہے، اکیلا ہے، دو نہیں، تین نہیں تین سو ساٹھ نہیں، اور نہ ہی اس کا کوئی شریک ہے، جہاں کہیں ایک سے زائد خدا نظر آئیں وہ خدا نہیں ہو سکتے۔

2. اللہ بے نیاز ہے، یعنی وہ کسی کا محتاج نہیں اور سب یہاں تک کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا محتاج ہے، اس سے معلوم ہوا کہ وہ جو کسی کا محتاج نظر آئے وہ بھی خدا نہیں ہوسکتا۔

3. لم یلد ..... وہ کسی کا باپ نہیں، یعنی اس کی کوئی اولاد نہیں ہے، .... جو کسی کا باپ ہوگا وہ خدا نہیں ہوسکتا۔

4. ولم یولد ..... وہ کسی کا بیٹا نہیں، وہ اجنما ہے، خدا کہیں یا کبھی جنم نہیں لیتا، .... جو کہیں پیدا ہو، وہ خدا نہیں ہوسکتا۔

5. ولم یکن لہ کفوا احد .... اس کے برابر (ہندی میں سمکلکش) کوئی نہیں، اس کے level کا کوئی نہیں، معلوم ہوا جو بھی خدائی کا دعویٰ کرتا ہو یا لوگ اسے خدا تسلیم کرتے ہوں، اگر وہ ایسا ہے جس کے برابر کوئی دوسرا بھی ہو، تو وہ خدا نہیں ہوسکتا۔

اللہ کا تعارف مظاہر قدرت کی روشنی میں!

اللہ وہ ہے جس نے مجھے آپ کو اور اس پورے سنسار کو بنایا ہے، وہ وہی ہے جو روزانہ دن اور رات کرتا ہے، بارش برساتا ہے، کھیتیاں اگاتا ہے، درختوں کو لہلہاتا ہے، وہی آکسیجن کا پورا سسٹم چلاتا ہے، اس کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا محتاج ہے، اور وہ کسی کا محتاج نہیں، وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا، وہ ہر چیز پر قادر ہے، وغیرہ .

رسول اللہ صل اللہ علیہ وسلم کا تعارف!

آپ کا نام محمد ہے، جس کے معنی ہوتے ہیں ایسا شخص جس کی خوب تعریف (پرشنشا) کی جائے، آپ 571 عیسوی میں پیدا ہوئے، چالیس سال کی عمر میں 610 میں پیغمبر بنائے گئے اور 632 میں آپ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے، آپ اللہ کے آخری پیغمبر تھے، آپ نے لوگوں میں تیئیس برس تک مسلسل دھرم کا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

پرچار، اور اللہ کے پیغام کو پہنچانے کی کوشش کی، انہیں تیئیس سالوں میں آپ کے اوپر تھوڑا تھوڑا کر کے پورا قرآن نازل ہوا، سب سے پہلے آپ نے خود قرآن پر عمل کیا، اور پھر لوگوں کو سنایا، اسے لکھوایا اور لوگوں کو عمل کرنے پر آمادہ کیا، اور قرآن کی تعلیمات کی بنیاد پر ایک پورا سماج قائم کر کے دکھایا۔

قرآن مجید کا تعارف!

قرآن اللہ کا کلام ہے، یہ کسی بھی انسان کا کلام نہیں یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک لفظ بھی اس میں نہیں ہے ایک ایک لفظ اللہ کا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، آج تک محفوظ ہے، اس میں کسی ایک لفظ کی بھی کمی بیشی یا ردّ و بدل نہیں ہوا ہے، اسلام کی بنیاد اسی قرآن پر ہے، یہ تھیوری ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جیون (Life) اسلام کا پریکٹیکل۔

قرآن کیسے نازل ہوا؟

جبریل فرشتہ کے ذریعہ تھوڑا تھوڑا 23/سالوں میں قرآن نازل ہوا، جبریل آ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سناتے وہ اپنے صحابہ کو نہ صرف سناتے بلکہ ایک ایک لفظ لکھواتے اس طرح 23 سالوں میں یہ قرآن نازل ہوا۔....قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ جس طرح نازل ہوا تھا اسی طرح آج بھی محفوظ ہے، ایک لفظ کا ردّ و بدل نہیں ہوا ہے، نہ صرف یہ کہ قرآن بحیثیت تھیوری آج تک محفوظ ہے، بلکہ اس کا پریکٹیکل بھی آج تک محفوظ ہے۔

نوٹ: ضروری نہیں ہے کہ اوپر جتنی باتیں نقل کی گئی ہیں بیک وقت سب پیش کر دی جائیں موقع و محل کے لحاظ سے جو باتیں بھی سامنے آجائیں بہتر ہے، لیکن یاد رہے جو باتیں بھی پیش کی جائیں کی وہ مدعو کی زبان میں ان کی ذہنی سطح کا لحاظ کرتے ہوئے پیش کی جائیں۔

☆ ☆ ☆

طلوع اسلام

علامہ اقبال

دلیلِ صُبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
اُفق سے آفتاب اُبھرا، گیا دورِ گراں خوابی

عُروُقِ مُردۂ مشرق میں خُونِ زندگی دوڑا
سمجھ سکتے نہیں اس راز کو سینا و فارابی

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے
تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی

عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے
شکوہِ ترکمانی، ذہنِ ہندی، نُطقِ اعرابی

اثر کچھ خواب کا غُنچوں میں باقی ہے تو اے بُلبل!
''نوا را تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی''

تڑپ صحنِ چمن میں، آشیاں میں، شاخساروں میں
جُدا پارے سے ہو سکتی نہیں تقدیرِ سیمابی

وہ چشمِ پاک بیں کیوں زینتِ برگستواں دیکھے
نظر آتی ہے جس کو مردِ غازی کی جگر تابی

ضمیرِ لالہ میں روشن چراغِ آرزو کر دے
چمن کے ذرّے ذرّے کو شہیدِ جستجو کر دے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

بدگمانی، کینہ

اور بغض وحسد سے پاک معاشرہ

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

مسجد نبویؐ کے صحن میں تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیاروں کے جھرمٹ میں تشریف فرما ہیں۔ اچانک دروازہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ’’اس دروازے سے وہ شخص نمودار ہونے والا ہے جو اہل جنت میں سے ہے۔‘‘

چند ہی لمحوں بعد ایک انصاری صحابی اسی دروازے سے مسجد میں داخل ہوئے۔ وضو کے قطرے ان کی داڑھی سے ٹپک رہے تھے۔ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سلام پیش کرنے کے بعد وہ خاموشی سے ایک طرف بیٹھ گئے۔ تمام صحابہ کی نظریں اس خوش نصیب ساتھی کے چہرے کی بلائیں لینے لگیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دوسرا دن ہوا تو آج بھی رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس دروازے سے ایک شخص اندر داخل ہونے والا ہے جو اہل جنت میں سے ہے۔ صحابہ کی اشتیاق بھری نظریں دروازے پر لگ گئیں کہ دیکھیں آج یہ بشارت کس کے حصے میں آتی ہے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس دفعہ بھی وہی انصاری صحابی دروازے پر نمودار ہوئے۔ جب تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا، اور وہی انصاری صحابی حضور علیہ السلام کی بشارت کی نعمت سے سرفراز ہوئے تو صحابہ کرام کے دلوں میں رشک کے ساتھ ساتھ تجسس بھی پیدا ہوگیا۔

مجلس برخاست ہوئی اور یہ انصاری صحابی حضورؐ کی مجلس سے اٹھ کر جانے لگے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے ہو لئے۔ انصاری اپنے گھر کے دروازے پر پہنچے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ کسی وجہ سے میں تین راتیں اپنے گھر نہیں جانا چاہتا۔ کیا آپ مجھے اپنے یہاں قیام کی اجازت دیں گے؟ آیئے بسم اللہ، کہہ کر وہ انصاری حضرت عبداللہ بن عمر کو اپنے گھر لے گئے جہاں انہوں نے تین راتیں قیام فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس جستجو میں تھے کہ دن بھر کے معمولات کے علاوہ آخر وہ کون سا خاص عمل ہے جو بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اتنا محبوب قرار پایا کہ تین دن تک جنت کی نوید صرف انہی کا نصیب بنتی رہی۔ لیکن ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ کوئی بھی تو غیر معمولی عمل اس انصاری کا نظر نہ آیا۔ ان کے شب و روز کے معمولات وہی تھے جو باقی تمام صحابہ کرام کے تھے۔

آخر انہیں اپنا دل کھول کر ان انصاری صحابیؓ کے سامنے رکھنا پڑا۔ میرے بھائی! میں نہ تو اپنے گھر سے لڑ کر آیا تھا اور نہ ہی کسی اور وجہ سے آپ کے ہاں ٹھہرنے پر مجبور ہوا۔ بات دراصل یہ ہے کہ ہمارے آقا تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلسل تین دن تک یوں فرماتے رہے اور آپ کے لئے جنت کی نوید سناتے رہے۔ میرے دل میں تجسس پیدا ہوا کہ آخر وہ کون سا خاص عمل ہے جو حضور علیہ السلام کی زبان مبارک سے آپ کے لئے بشارت کا سبب بنا۔ میں تین دن دیکھتا رہا لیکن مجھے تو آپ کا کوئی خاص

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اور غیر معمولی کام نظر نہیں آیا۔ میری درخواست ہے کہ اس راز سے خود ہی پردہ اٹھا دیجئے۔

انصاری صحابیؓ نے مسکرا کر حضرت عبداللہ بن عمر کو دیکھا اور بڑی تواضع سے فرمایا: میرے بھائی، سب کچھ تمہارے سامنے تھا۔ میرا تو کوئی خاص عمل نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ان کا جواب سن کر جب میں وہاں سے واپس آنے لگا تو انہوں نے فرمایا: عمل تو وہی کچھ تھا جو آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔ ہاں اپنے من کی ایک بات سے تمہیں ضرور آگاہ کردیتا ہوں کہ: میرے دل میں کسی مسلمان کے لئے کینہ نہیں ہے اور نہ میں اللہ کی طرف سے کسی کو ملنے والی کسی خیر پر حسد کرتا ہوں۔

دوسری روایت میں ہے: ''میں نے کسی مسلمان کے بارے میں کبھی اپنے دل میں بغض اور کینہ رکھ کر رات نہیں گزاری۔''

حضرت عبداللہ بن عمر خوشی سے پکار اٹھے۔ یہی تو راز ہے بارگاہ رسالت ﷺ میں آپ کی مقبولیت کا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انصاری صحابی کے من کا کسی اور مسلمان کے لئے حسد، کینہ اور بغض وعناد سے پاک ہونا ان کے لئے جنت کی خوش خبری کی نوید سعید بن گیا۔

یقیناً وہ معاشرہ جنت نظیر اور اس کے افراد جنتی کہلانے کے مستحق ہیں جن کا آئینہ دل ایک دوسرے کے بارے میں مکدر نہیں ہوتا، جن کے دل بدگمانی، کینہ، بغض وعناد اور حسد سے پاک ہوتے ہیں۔ وہ نفرت، عداوت اور انتقام کی نفسیات میں جینے کے بجائے محبت، رحم دلی، تحمل، عفو و درگزر اور لطف و احسان کی پرامن اور طمانیت بخش فضاؤں میں سانس لینے کے عادی ہو جاتے ہیں ایسے لوگ نہ صرف خود خوشیاں اور سکون سمیٹتے ہیں بلکہ اوروں کے لئے بھی ان نعمتوں کے حصول کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

اسلام، امن وسلامتی اور احترام آدمیت کا درس دیتا ہے اس لئے وہ ہر اس دروازے کو بند کرنا چاہتا ہے جس سے امن وسکون اور خوشیاں غارت ہونے کا اندیشہ ہو۔ دین فطرت ان تمام رویوں کی پرزور مذمت کرتا ہے جو نفرت وکدورت، فتنہ وفساد اور باہمی تصادم کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ ان تمام منفی رویوں پر غور کیا جائے تو ان کے نشاناتِ قدم سوئے ظن یعنی بدگمانی کے گھر کی طرف جاتے دکھائی دیتے ہیں۔

بدگمـــانی

سوءِ ظن یعنی بدگمانی، وہم اور شیطانی وسوسے سے پیدا ہونے والی ایسی بیماری ہے جس میں مبتلا شخص کا سکون قلب غارت ہو جاتا ہے۔ جیسے جیسے یہ بیماری اپنے پاؤں جماتی ہے کینہ اور بغض وعناد جیسی مزید مہلک بیماریاں بھی اس کے اندر سرایت کرتی چلی جاتی ہیں۔ یہ سوچ بڑھتے بڑھتے آخر کار اسے تصادم اور انتقام کی آگ میں جھونک دیتی ہے۔ یوں ایک پورے کنبے یا خاندان کی خوشیاں اور باہمی محبتیں اور الفتیں جل کر خاکستر ہو جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے بدگمانی کے مرض کو قوموں کی تباہی کا ایک بنیادی سبب قرار دیتے ہوئے فرمایا:

''تم نے ایک دوسرے کے بارے برا گمان رکھا اور تم برباد ہونے والی قوم تھے۔'' (الفتح:۲۱)

قرآن مجید نے بڑے واضح انداز میں اپنے دامن اخلاق کو اس سے پاک رکھنے کی تاکید کی، فرمایا:

''اے ایمان والو! ظن (گمان) سے بہت کام نہ لیا کرو یقیناً بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔'' (الحجرات:۲۱)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جب بدگمانی دل میں گھر کر جاتی ہے تو یہ مصالحت و مفاہمت کے امکانات کو ختم کر دیتی ہے۔ یہ اخلاقی برائی انسان میں موجود دوسری اخلاقی خوبیوں کو بھی نگل جاتی ہے۔ ایسا شخص حقیقت وسچائی کا ادراک نہیں کرسکتا۔

بدگمانی کی کوکھ سے بغض وعناد اور بغض وعناد کے بطن سے غیبتیں جنم لیتی ہیں، جس سے دوسرے کے عیبوں کی تشہیر کا سلسلہ چل نکلتا ہے۔ غیبت اور بدگمانی کے ساتھ ساتھ مزید عیوب کی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تلاش اور خامیوں کی کرید شروع ہو جاتی ہے، تاکہ دوسرے فریق کی توہین ورسوائی کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے۔ اسی لئے قرآن مجید نے بدگمانی کی مذمت کرنے کے بعد تجسس یعنی ٹوہ لگانے اور غیبت یعنی بدگوئی سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

''نہ تو ٹوہ لگاؤ اور نہ غیبت کرو'' (الحجرات:۱۲) یعنی دوسرے کی عدم موجودگی میں اس پر تہمت اور الزام نہ دھرو اور نہ اس کی بے عزتی ورسوائی کا سامان کرنے کے لئے اس کی خامیوں اور غلطیوں کی مزید کرید کرو، بلکہ اسلام کا مطالبہ اہل ایمان سے یہ ہے کہ جو عیب اور خامیاں تمہارے مسلمان بھائی کی تمہارے علم میں آچکی ہیں ان پر بھی پردہ ڈالو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

جب گمان کو بے لگام چھوڑ دیا جاتا ہے اور بدگمانیاں غالب آنے لگتی ہیں تو تجسس اور کرید کے ذریعے دوسروں کے پوشیدہ معاملات کی کھوج شروع ہوجاتی ہے اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کون کون سی ان میں کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔ یہ ایک ایسی بداخلاقی ہے جو فساد، بدامنی اور بے سکونی کی نہ صرف راہ ہموار کرتی ہے بلکہ اس شخص کی خود اپنی رسوائی کا بھی سامان ہونے لگتا ہے۔

سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے پوشیدہ معاملات کی کھوج نہ لگایا کرو، جو شخص مسلمانوں کے عیب ڈھونڈنے کے درپے ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کے درپے ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ جس کے عیوب کے درپے ہوجائے، اسے اس کے گھر میں رسوا کرکے چھوڑتا ہے۔''

بدگمانی کے شکار آدمی کی چونکہ ساری فکر دوسرے کو برا سمجھنے کے گرد گھومتی ہے اس لئے اسے ہر وہ بات بھلی معلوم ہوتی ہے اور وہ شخص اچھا لگتا ہے جو اس کی سوچ کی تقویت کا باعث ہو۔ یہیں سے چغل خوری کو راہ ملتی ہے چنانچہ چغل خور اپنی کسی سابقہ رنجش، مفاد یا حماقت کے تحت الاؤ تیز کرنے کے لئے لکڑیاں اور تیل مہیا کرنا شروع کردیتے ہے۔ سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں بدترین انسان کے متعلق آگاہ نہ کروں؟ صحابہ نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! حضور علیہ السلام نے فرمایا: وہ چغل خور لوگ ہیں جو پیارے دوستوں کے درمیان تفرقہ ڈال دیتے ہیں۔''

اللہ معاف کرے، ہمارے معاشرہ میں یہ مرض اس قدر سرایت کرچکا ہے کہ شاید ہی کوئی گھر اور خاندان اس کی ہلاکت آفرینی سے محفوظ ہو۔ ساس بہو کے اختلافات اور دیگر خاندان کے اکثر جھگڑے اور فساد اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں۔ مرد حضرات بالعموم اور خواتین بالخصوص اس اخلاقی مرض کا شکار ہوتے ہیں۔ گھروں، خاندانوں اور تنظیمی زندگی میں بدگمانی، چغل خوری اور عیب جوئی زیادہ خرابیاں پیدا کرتی ہے۔ بطور خاص ان خواتین و حضرات کو اس مرض سے زیادہ محتاط رہنا چاہئے جو خدمت دین کے کسی شعبے سے وابستہ ہیں کیونکہ شیطان کو ایسے لوگوں کی زندگیوں میں زہر گھول کر زیادہ سکون ملتا ہے۔

اصلاح احوال کی تدابیر

عجلت سے کوئی رائے قائم نہ کریں۔ کسی کے بارے میں کوئی بات سن کر یا دیکھ کر فوراً رائے قائم نہ کریں، کیونکہ سماعت اور نظر میں دھوکے کا امکان بہرحال رہتا ہے اور حقیقت ویسی نہیں ہوتی جیسی آدمی سمجھ رہا ہوتا ہے۔ اگر آپ تک کوئی ایسی بات پہنچی ہے جس سے آپ کو دکھ ہوا یا کوئی کام ایسا دیکھا گیا، جس نے غلط فہمی کو جنم دیا تو آپ غیبت اور بدگوئی کرنے یا اس رنجش کو دل میں پالنے کی بجائے متعلقہ شخص سے براہ راست رابطہ کریں اور اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جذبات واحساسات اس تک پہنچائیں۔ یہ براہ راست رابطہ اور تحقیق آپ کو بہت ساری الجھنوں سے بچالے گی، ان شاءاللہ۔

[بہ شکریہ انقلاب، ۲۵/مارچ ۲۰۲۲ء]

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

علم ودانش اور بحث ومباحثہ

ڈاکٹر محمد اعظم ندوی

انسانی طبیعت میں بحث ومباحثہ کا جذبہ اکثر اوقات ایک ناخوش گوار شکل اختیار کر لیتا ہے، حرف گیری، نکتہ چینی، باتوں کو بڑھانا، اور خود کو برتر ثابت کرنے کے لیے زبان کا بے جا استعمال کرنا آج کی دنیا میں نہ صرف عام ہو چکا ہے، بلکہ "علم" اور "دانش" کا معیار بھی بن گیا ہے، خصوصاً وہ لوگ جو غیر مستند ماٰخذ سے کچھ تھوڑا بہت سیکھ کر "نیم مولوی" بن جاتے ہیں، یا خوانِ علم پر طفیلی ہوتے ہیں، ان میں بحث پر اُترنے کا زیادہ جذبہ ہوتا ہے، اور وہ اہل علم کے ساتھ دنگل میں اتر کر دو دو ہاتھ کے لیے برجستہ تیار رہتے ہیں، اگر اہل علم بھی ان کی سطح پر اتر آئیں تو یہ رویہ نہ صرف ان کا قد اور قدر گھٹا دے گا، بلکہ ایسے کم علم لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے اور دلوں کی دنیا میں بھی نفرت وکدورت پیدا ہوگی، جس سے اصلاح کے بجائے دوریاں بڑھیں گی؛ اس لیے اصلاح کی نیت سے صحت مند تبصروں، ثمر آور مناقشوں اور مذاکروں کے آداب متعین ہیں جن کی رعایت عالمانہ وقار کا تحفظ کرتی ہے اور بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم لے جانے میں مددگار ہوتی ہے، جہاں تک بحث ومباحثہ کا تعلق ہے، جسے عربی میں "المِراء" کہا گیا ہے، درحقیقت اس کی ایسی صورت ہے جس میں انسان حقیقت کو قربان کر کے اپنی جھوٹی برتری کا مظاہرہ کرتا ہے، دنیا میں اپنی برتری کے اظہار کا یہ طریقہ ان نادانوں کا شیوہ ہے جو خود کو عقل کل سمجھتے ہیں، جیسا کہ حفیظ میرٹھی نے کہا تھا:

پوچھے ہے یاں کون میاں، اربابِ علم ودانش کو
جو چلّا کر بولے ہے، وہ محفل پر چھا جائے ہے

تاہم یہ خیال رکھنا بقول غالب ضروری ہے کہ:

گرمی سہی کلام میں، لیکن نہ اس قدر
کی جس سے بات اُس نے شکایت ضرور کی

جب مقصد حقائق کی تلاش نہ ہو بلکہ صرف اپنی علمی برتری intellectual superiority ثابت کرنا ہو، تو ایسے مباحثے انسان کی روحانی پاکیزگی کو تباہ کر دیتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے بھی اس بارے میں تنبیہ فرمائی ہے، ارشاد ہوا:

مَن طلب العلمَ ليُجارى به العلماء، أو ليُمَارِى به السُّفهاء، أو يصرف به وجوه النَّاس إليه، أدخله اللّٰهُ النَّـار (جو شخص علم اس نیت سے حاصل کرے کہ علماء سے مناظرہ کرے، جاہلوں سے بحث کرے، یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائے، اللہ اسے دوزخ میں داخل کرے گا۔(سنن الترمذی: باب ماجاء فیمن یطلب بعلمہ الدنیا، حدیث نمبر: ۲۶۵۴)

علم کا مقصد دل کی روشنی اور کردار کی درستی ہے، نہ کہ لوگوں کے سامنے برتری کا جھوٹا اظہار، یہ حدیث ان لوگوں کے لیے ایک سنگین انتباہ ہے جو علم کو اپنی اَنانیت کا ہتھیار بنا لیتے ہیں، علم تو محبت، فروتنی، اور دوسروں کی رہنمائی کا ذریعہ ہے، اور جب انسان ان اوصاف سے عاری ہو جائے تو یہی علم نما جہل انسان کو باطنی زوال کی طرف لے جاتا ہے، حضرت عمر بن خطابؓ کا حکیمانہ قول ہے:

لا تتعلم العلم لثلاث، ولا تتركه لثلاث: لا تتعلَّمه لتمارى به، ولا لتباهى به، ولا لترائى به، ولا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

تترکه حیاءً من طلبه، ولا زهادةً فیه، ولا رضاً بالجهل منه (علم اس نیت سے مت حاصل کرو کہ لوگوں سے جھگڑا کرو، اپنی بڑائی دکھاؤ، یا ریا کاری کرو، اور نہ ہی علم کو چھوڑو محض اس لیے کہ شرم آتی ہے یا اس سے بے رغبتی ہے یا جہالت میں سکون ہے) (إحیاء علوم الدین، دار المعرفۃ، بیروت، ج ۳، ص ۱۱۷)۔

یہ الفاظ ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ علم کا حقیقی مقصد دل کو نرم اور زبان کو شیریں بنانا ہے، علم ہمیں اپنی حقیقت اور اپنی کمزوریوں کا ادراک عطا کرتا ہے، نہ کہ ہمیں دوسروں کو زیر کرنے پر آمادہ کرتا ہے، انسان جتنا علم حاصل کرتا ہے اسے اس بات کا ایقان ہوتا جاتا ہے کہ یہ ایک بحر ناپیدا کنار ہے جس سے بوس و کنار تو ممکن ہے اس کی شناوری اور غواصی بڑے حوصلہ مند لوگوں کا کام ہے، نابغہ روزگار علماء محسوس کرتے تھے کہ علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ان کے سامنے موج زن ہے اور وہ اس کے ساحل پر خزف ریزے چن رہے ہیں، ابھی سرِ دامن بھی نہیں بھیگ سکا، جگن ناتھ آزاد نے کہا تھا:

ابتدا یہ تھی کہ میں تھا اور دعویٰ علم کا
انتہا یہ ہے کہ اس دعوے پہ شرمایا بہت

علم حقائق کا سنجیدہ اظہار سکھاتا ہے جس میں دلیلوں کا وزن ہو، نہ کہ چیخ و پکار، چیلنج اور للکار، حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **"انا زعیمٌ ببیتٍ في رَبَضِ الجنة لمن ترک المِرَاءَ و إن کان مُحِقّاً** (میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں گھر دیئے جانے کی ضمانت لیتا ہوں جو حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دے) (سنن أبي داود: کتاب الأدب، باب في حسن الخلق، حدیث نمبر: ۴۸۰۰) امام غزالیؒ نے "احیاء العلوم" میں بڑی بلیغ بات کہی ہے: **وترک المراءِ بترک الإنکار و الاعتراض، فکلُّ کلام سمعتَه: فإن کان حقّاً، فصدِّق به، وإن کان باطلاً کاذباً، ولم یکن متعلقاً بامور الدِّین، فاسکت عنه** (جھگڑا چھوڑنے کا مطلب اعتراض اور تنقید سے باز آنا ہے، اگر کوئی بات سچی ہے تو اس کی تصدیق کرو، اور اگر غلط ہے مگر دین سے متعلق نہیں تو خاموش رہو) (إحیاء علوم الدین، دار المعرفۃ، بیروت، ج ۳، ص ۱۱۷)، یعنی اگر دین سے متعلق ہو تو صحیح بات کو سامنے لانا ضروری ہوگا، لیکن نیک نیتی سے صرف کوشش کی جائے گی، ڈنکے کی چوٹ پر خم ٹھونک کر سامنے والے سے منوا لینا ضروری نہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے: **لا تمار أخاک فإن المراء لا تفهم حکمته، ولا تؤمن غائلته، ولا تعد وعداً فتخلفه** (اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرو؛ اس لیے کہ جھگڑے میں اچھی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی، اس کے شر و فساد سے اطمینان نہیں کیا جاسکتا، اور جھگڑا نہ کرنا ایسا بھی نہیں کہ تم نے کوئی وعدہ کیا تھا جس کو توڑ رہے ہو) (جامع الاصول، ابن الاثیر، الکتاب الثانی من حرف الجیم في الجدال والمراء، حدیث نمبر: ۱۲۶۲) حضرت ابو درداءؓ کا قول بھی اسی حکمت کی تائید کرتا ہے: **لا تکون عالماً حتی تکون مُتعلِّماً، ولا تکون بالعلم عالماً حتی تکون به عاملاً، وکفی بک إثماً أن لا تزال مخاصماً، وکفی بک إثماً أن لا تزال ممارياً، وکفی بک کذباً أن لا تزال محدثاً في غير ذات الله** (تم عالم نہیں بن سکتے جب تک کہ تم متعلم (سیکھنے والے) نہ بنو، اور علم کے ذریعہ عالم نہیں بن سکتے جب تک کہ اس پر عمل نہ کرو، تمہارے گناہ گار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ تم ہمیشہ جھگڑالو بنے رہو، اور تمہارے گناہ گار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ تم ہمیشہ مباحثوں میں پڑے رہو، اور تمہارے جھوٹے ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ تم ہمیشہ ذات باری تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے موضوعات پر باتیں کرتے رہو) (سنن الدارمی، کتاب العلم، باب من قال: العلم الخشیۃ وتقوی اللہ، بیروت، ص ۱۵۷)۔

سچی بات یہ ہے کہ بحث و مباحثہ ایک ایسا زہر ہے جو انسان کو حقیقی علم اور حکمت سے دور کر دیتا ہے، ایک عالم کی زبان میں شائستگی اور گفتگو میں عاجزی ہونی چاہیے، آج کے دور میں، جب

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

باتوں کورَد counter کرنے کا کلچر عام ہو چکا ہے،ہمیں سلف صالحین کے ان اقوال سے رہنمائی لینا چاہیے،علم کا مقصد دلوں میں محبت پیدا کرنا اور دانش وحکمت کو فروغ دینا ہے، نہ کہ بے جا بحث ومباحثہ میں الجھ کر اپنی علمی چابک دستی intellectual prowess کا اظہار کرنا،علم ودانش وہ زیور ہے جو انسان کو بہتر انسان بناتا ہے اور اسے دوسروں کے لیے آسانیاں فراہم کرنے والا بناتا ہے،ہمیں چاہیے کہ اپنی گفتگو کو حکمت،سچائی اور اخلاص سے مزین کریں، اور اپنے دلوں میں دوسروں کے لیے محبت اور شفقت کے چراغ روشن رکھیں، یہی علم کی اصل روح ہے اور یہی حقیقی کامیابی کا راز بھی۔اکبرالہ آبادی نے کہا تھا:

مذہبی بحث میں نے کی ہی نہیں
فالتو عقل مجھ میں تھی ہی نہیں

انتقال پرملال

ہمارے داماد عزیزم مرغوب احمد بن مولانا محمد راشد قاسمی ساکن موانہ ضلع میرٹھ عمر 32 سال کپڑے کی دکان کرتے تھے رحیمیہ گرلس کالج موانہ کے مینیجر تھے،ملی، دینی کاموں میں بہت دلچسپی رکھتے تھے،حضرت مولانا محمد کلیم صاحب اور اُن کے مشن سے بڑا لگاؤ تھا،اپنے والد کے بڑے بیٹے تھے،یکم نومبر 2018 کو شادی ہوئی تھی، داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی دامت برکاتہم العالیہ نے نکاح پڑھایا تھا، ہماری بیٹی سمیہ سے شادی ہوئی تھی، آپ کو 3 بیٹیاں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں، گزشتہ جمعہ 8 نومبر کو بخار ہوا، شام تک طبیعت زیادہ خراب ہوگئی میرٹھ نیوٹیما ہاسپٹل میں ایڈمٹ کرایا تھا، ڈاکٹروں نے دماغی بخار تشخیص کیا، ہر ممکن علاج کرایا لیکن کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوسکی، منگل کی صبح اس دارفانی سے دار بقاء کی طرف رخصت ہوگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔تمام احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ [محمّد ادریس پُھلتی]

اے میرے نبی صدق وصفا

جناب نعیم صدیقی

اے میرے نبی صدق وصفا! جب دل پہ شبِ غم چھاتی ہے
اور دل کی شبِ غم میں کوئی جب برقِ بلا لہراتی ہے
اور برقِ بلا جب بن کے گھٹا بارانِ شرر برساتی ہے
ایسے میں تڑپ اٹھتا ہے یہ دل! ایسے میں تری یاد آتی ہے!
اے میرے نبی صدق وصفا!..........

جب چاندی کے بت خانوں میں،انساں کے لہو کی بھینٹ چڑھے
نشہ ہو مہنتوں پر طاری، ہر بت کا قد کچھ اور بڑھے
ان بت خانوں میں چیخ کوئی جب گونج کے دل دہلاتی ہے
ایسے میں تڑپ اٹھتا ہے یہ دل! ایسے میں تری یاد آتی ہے!
اے میرے نبی صدق وصفا!..........

بازارِ گنہ کی روشنیاں جب گھور اندھیرے پھیلائیں
کمخواب کی سیجوں کی کلیاں، چبھتے ہوئے کانٹے بن جائیں
جب اغوا ہو کر بکنے والی کوئی طوائف گاتی ہے
ایسے میں تڑپ اٹھتا ہے یہ دل! ایسے میں تری یاد آتی ہے!
اے میرے نبی صدق وصفا!..........

یاں جھوٹ گواہی دیتا ہے جب سچ کا غازہ رخ پہ ملے
کرتا ہے امامت کفر یہاں، جب تقویٰ کی محراب تلے
طاغوت کی جب بے باک ہنسی، غیرت کو ضرب لگاتی ہے
ایسے میں تڑپ اٹھتا ہے یہ دل! ایسے میں تری یاد آتی ہے!
اے میرے نبی صدق وصفا!..........

بن باپ کے عاجز بچے جب، افلاس کے گھر میں پلتے ہیں
اوران کے افسردہ چہرے، جب پیٹ کی آگ میں جلتے ہیں
کچھ جھوٹی امیدوں سے ان کو جب بیوہ ماں بہلاتی ہے
ایسے میں تڑپ اٹھتا ہے یہ دل! ایسے میں تری یاد آتی ہے!
اے میرے نبی صدق وصفا!..........

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

شاہ ولی اللہؒ کی خدمات

مصنف: گریش ماتھور — ترجمہ: محمد عثمان

[عرض مترجم: ''درج ذیل تحریر ہندوستانی تاریخ دان اور صحافی ''گریش ماتھور'' کے مضمون کا ترجمہ ہے جو 1963ء میں ایک انگریزی ہفت روزہ ''پیٹریاٹ'' میں شائع ہوا۔ عام طور پر ہمارے ملک کے غیر دینی اور مذہب بیزار دانش ور حلقوں میں شاہ ولی اللہؒ کو ایک روایتی عالم دین سمجھا جاتا ہے، جنھوں نے کچھ مذہبی عقائد اور ماضی کے علوم پر کام کیا ہوگا۔ اس کے برعکس شاہ ولی اللہؒ کا حقیقی تعارف ایک سماجی مفکر کے طور پر پیش کیا جانا چاہیے، جنھوں نے ہندوستانی معاشرے کو زوال پذیر ہوتے دیکھا، تو نہ صرف اِس زوال کے سیاسی، معاشی اور سماجی اسباب کا کھوج لگایا بلکہ اِس زوال سے نکلنے کی حکمتِ عملی (موجودہ نظام کو جڑ سے اکھاڑ کر نئے نظام کو قائم کرنا) تجویز کی۔ اور اس کے لیے عملی میدان میں کوششیں بھی کیں۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے مشن کو آپ کی تیار کردہ ولی اللّٰہی جماعت نے آگے بڑھایا، جس کا حتمی نتیجہ برعظیم پاک و ہند کی آزادی کی صورت میں نکلا، آزادی کے کم و بیش تہتر (75) سال بعد ہم آج بھی ایک زوال یافتہ اور ناکام سماج کے طور پر کسی معجزے کا انتظار کر رہے ہیں۔ ملک کا دانش ور اور نوجوان اپنی تاریخ، تہذیب اور دینی روایت سے نہ صرف لاعلم ہے، بلکہ فکری انتشار، مرعوبیت اور مایوسی کا شکار بھی ہے۔ ایک غیر مسلم تاریخ دان کا مضمون ترجمہ کرنے کا مقصد یہی ہے کہ شاید اِس کو پڑھ کر ہمارے دانش ور حلقے شاہ ولی اللہؒ کے اَفکار کی طرف متوجہ ہوں اور اِن اَفکار کی روشنی میں ایسا لائحہ پیش کرسکیں جو ملک کے نوجوان کو مایوسی، انفرادیت اور بے عملی سے نکال کر سماج کو تبدیل کرنے کی ایک فعال قوت بنا دے۔ مضمون میں شاہ ولی اللہؒ کی خدمات کی طرف محض چند اشارے کیے گئے ہیں۔ اِن خدمات کی تفصیلات جاننے کے لیے شاہ ولی اللہؒ کی اپنی تصنیفات اور ولی اللّٰہی تحریک سے متعلق شائع کردہ کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ ترجمے میں قاری کی آسانی اور تفہیم کے لیے چند اضافے کیے گئے ہیں۔]

1963ء کا سال گزرتا جا رہا ہے، لیکن دہلی شہر کے باسی (اِس موقع سے) غافل ہیں کہ وہ اُس عظیم شخصیت کی وفات کی دو سوویں برسی منائیں، جس کا شمار اِس شہر کی ہزاروں سال پر محیط تاریخ میں پیدا شدہ عظیم ترین انسانوں میں کیا جاتا ہے۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ

1763ء میں شاہ ولی اللہؒ کی وفات ایک ایسے مسلمان مفکر کی موت تھی، جس نے برصغیر میں اسلام کو ایک نئی سمت اور توانائی فراہم کی۔ شاہ ولی اللہؒ نے ہندوستان میں ایک ایسی علمی و فکری تحریک کی بنیاد رکھی جو آپؒ کے فرزند اور شاگرد شاہ عبدالعزیزؒ کی قیادت میں برطانوی سامراج کو درپیش اولین عوامی مزاحمت کی شکل میں سامنے آئی۔

سرسید احمد خان اور مولانا ابوالکلامؒ جیسی متضاد سیاسی اور مذہبی نظریات رکھنے والی شخصیات اپنے فکر و عمل میں شاہ ولی اللہؒ سے متاثر تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پچھلے دو سو سال میں برصغیر کے مسلمانوں میں شاید ہی کوئی ایسی تحریک اُبھری ہو جس پر شاہ ولی اللہؒ کے نظریات اور تعلیمات کا اثر نہ ہوا ہو۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

یورپ میں سائنسی اشتراکیت کے نظریات کی تشکیل سے کم و بیش ڈیڑھ سو سال پہلے، شاہ ولی اللہؒ اپنی بصیرت کی روشنی میں یہ نتیجہ نکال چکے تھے کہ انسانی سماجوں کو درپیش بحرانوں کا اصل سبب معاشی مسائل ہیں۔ اِس بحران کا حل آپ نے ایک متوازن معاشی نظام اور فلاحی ریاست کی شکل میں پیش کیا جس کی بنیاد بادشاہت کے خاتمے (عوامی جمہوریت کے قیام) اور شاہانہ عیش و عشرت اور دوسروں کی محنت پر پلنے والے طبقات کے خاتمے پر مبنی تھی۔

(آپ نے معروف مغربی مفکرین بہ شمول کارل مارکس سے کم و بیش سو سال پہلے روٹی، کپڑا، مکان، نکاح کرنے کی استطاعت اور بیوی بچوں کی پرورش کے لیے روزگار کو ہر انسان کا بنیادی حق قرار دیا اور کام کے اوقات محدود کرنے کا نظریہ پیش کیا تاکہ مزدور، کسان اور محنت کش طبقات معاشی جدوجہد کے ساتھ اپنی اخلاقی اور ذہنی ترقی کی طرف بھی متوجہ ہو سکیں، نہ یہ کہ وہ گدھوں اور بیلوں کی طرح ساری زندگی جسمانی محنت ہی کرتے رہیں۔)

آپ نے اپنی ساری زندگی ایک ایسے مشن کے نام کر دی جس کا ہدف موجودہ نظام کی تبدیلی اور سماجی تحفظ پر مبنی نئے نظام کی تشکیل تھا۔ لازم تھا کہ ایسے عظیم مقاصد کے لیے جدوجہد کرنے والے ریفارمر (اصلاح کرنے والا) کو طاقتور طبقات کی طرف سے مزاحمت اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑے۔ آپ اور آپ کے بیٹے شاہ عبدالقادرؒ پر قاتلانہ حملے ہوئے، یہاں تک کہ آپؒ کے بیٹے کو اپنے خاندان سمیت دہلی کو خیرباد کہنا پڑا۔ آپؒ کے پوتے شاہ اسماعیل (شہیدؒ) اِنھیں مقاصد کے حصول کے لیے لڑتے ہوئے شہادت کے منصب پر فائز ہوئے۔

اپنے نظریات کے لیے تکالیف سہنے اور قربانی دینے کا سبق شاہ ولی اللہؒ نے اپنے والد شاہ عبدالرحیمؒ سے سیکھا تھا، جو (مغل بادشاہ) اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے کے اہم اور مشہور عالم تھے۔ بادشاہ نے دور کے تقاضوں کے مطابق شریعت کے احکام مرتب کرنے کے لیے علما کی ایک وسیع جماعت تشکیل دی تھی۔ ان احکامات کے مجموعے کو فتاویٰ عالمگیری کا نام دیا گیا۔ شاہ عبدالرحیمؒ نے خطرناک نتائج بھگتنے کے امکانات کے باوجود دربار میں ملازمت اور پُرکشش مراعات کی پیش کش کو کبھی قبول نہ کیا۔

اُن دنوں اکبرِ اعظم کی اسلام کو مقامی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے اور مذہبی رواداری کو فروغ دینے کی کوششوں کو شدت پسندی سے دبانے کا سلسلہ جاری تھا۔ دین کی تشریح کا کام درباری علما کے گھر کی لونڈی بنا ہوا تھا (جسے وہ اپنی خواہشات کے مطابق بدلنے میں مصروف تھے)۔ شاہ عبدالرحیم اِس عمل کا حصہ بننے کو تیار نہ تھے۔ اورنگ زیب کے دورِ حکومت میں کیے جانے والے اِن قدامت پسند اقدامات کے نتائج شاہ ولی اللہ کے دور میں نکلنے لگے۔ (جدید علمی تحقیق اورنگ زیب پر مذہبی منافرت اور فرقہ واریت کے الزامات کو انگریز دور میں غلط تراجم اور تحاریر کے ذریعے اورنگ زیب اور دیگر مسلمان حکمرانوں کے کردار کو مسخ کرنے کی تحریک کا حصہ ثابت کر رہی ہے۔

قرآن حکیم کے اولین مترجم

شاہ ولی اللہ نے محسوس کیا کہ لوگوں نے قرآن سے رہنمائی اور بصیرت لینی چھوڑ دی ہے۔ قرآن کو حفظ اور تلاوت تو کیا جاتا ہے لیکن اِس کے معانی سمجھنے کی کوشش کم ہی کی جاتی ہے۔ چناں چہ شاہ ولی اللہ نے قرآن کو برصغیر کے اہلِ علم کی زبان یعنی فارسی میں ترجمہ کیا۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ قرآن کا کسی بھی ہندوستانی زبان میں پہلا ترجمہ تھا، جس طرح بھگوت گیتا کا ترجمہ اور تبصرہ تِلک اور گاندھی نے کیا تھا، اسی طرح قرآن کا یہ ترجمہ بھی گہرے سماجی مقاصد لیے ہوئے تھا۔

اُس زمانے میں قرآن کا ترجمہ کرنے کو قرآن کی بے حرمتی خیال کیا جا رہا تھا اور اِس عمل پر شاہ ولی اللہ کو شدید مخالفت اور تنقید کا سامنا تھا۔ ایک موقع پر قدامت پرست علما کے بھڑکائے ہوئے ہجوم نے فتح پوری مسجد سے نکلتے ہوئے آپ کو گھیر لیا اور آپ کو قتل

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کرنے کی کوشش کی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے ایک بیٹے (شاہ رفیع الدین) نے قرآن کو اہل دہلی کی زبان یعنی ہندی/ اردو میں ترجمہ کیا۔ آپ کے ایک اور بیٹے (شاہ عبدالقادرؒ) نے قرآن کی اردو زبان میں تفسیر بھی لکھی۔

علم وحکمت کی تلاش میں بے قرار طبیعت، شاہ ولی اللہؒ کو حجاز کے سفر پر لے گئی، جہاں آپؒ نے الجیریا، ترکی اور دیگر مسلم ممالک کے سماجی حالات کا مطالعہ کیا۔ وطن واپسی پر آپؒ نے اپنے والد کی قائم کردہ درس گاہ میں درس وتدریس کے کام کا آغاز کیا۔ اِس کے ساتھ ساتھ آپؒ نے اپنے نظریات کی ترویج کے لیے مختلف مراکز بھی قائم کیے۔ آپؒ نے (دینیات، سماج، تاریخ سمیت) مختلف موضوعات پر تقریباً ایک سو پانچ (105) کتابیں تصنیف کیں۔

شاہ ولی اللہؒ پر دین میں قدامت پرستی کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ لیکن (حقیقت یہ ہے کہ) جب وہ قرآن کی طرف رجوع اور اسلامی روایت سے رہنمائی کی بات کرتے ہیں، تو اِس عمل سے ان کا مقصد اِجتہاد کی اہمیت واضح کرنا ہوتا ہے۔ اِجتہاد، دین کی متواتر تشریح کا وہ عمل ہے جس کے ذریعے اسلام ہر دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ سمجھتے تھے کہ اسلام کی آفاقیت کو بحال کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اُسے ایک مخصوص علاقے کی تعبیر اور پیرہن میں قید کرنے سے بچایا جائے۔ اس تعبیر کو شاہ ولی اللہؒ کے پیروکار اہل علم عرب قومیت (یا عرب رسم ورواج) کے نام سے بیان کرتے ہیں۔

شاہ ولی اللہؒ نے اسلامی تعلیمات کو اندھے اعتقادات اور توہم پرستی سے آزاد کراتے ہوئے دین اسلام کو نئے دور کے تقاضوں کے مطابق پیش کیا۔ آپؒ نے اسلامی احکامات کے پیچھے موجود حکمتوں کو بیان کرتے ہوئے اسلام کو عقلی اور منطقی دلائل سے ثابت کیا۔ آپؒ نے اس بات پر زور دیا کہ تمام مذاہب کی بنیاد اور مقاصد مشترک ہیں (فرق صرف اِن مقاصد کو اپنے اپنے حالات اور زمانے کے مطابق حاصل کرنے کے طریقہ کار میں ہے)۔

آپؒ نے مسلمانوں کے تمام فرقوں کو یکجا کرنے اور ہندو مسلم اتحاد کے لیے کوششیں بھی کیں۔ مرہٹوں کی مخالفت کرتے ہوئے آپؒ نے مسلم دیہات کی طرح ہندوؤں کے دیہات کی تباہی کی بھی اِسی شدّ ومدّ سے مذمت کی۔ اِسی طرح نادر شاہ کے حملے اور اس کے نتیجے میں دہلی کے ہندو اور مسلم شہریوں کے قتل عام پر بھی آپؒ نے سخت غم وغصے کا اظہار کیا۔ (اِن واقعات سے نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ آپؒ کی طرف سے کسی حکمران کی مخالفت یا حمایت مذہبی بنیادوں کے بجائے خالصتاً انسانی بنیادوں اور زمینی حقائق پر مبنی تھی۔)

شاہ ولی اللہؒ کی کوششوں کا مقصد نہ تو مغلیہ سلطنت کی بحالی تھا اور نہ کسی نئی مسلم بادشاہت کا قیام تھا۔ اس کے برعکس آپؒ کی جدوجہد کا محور پرانے اور شکست خوردہ سیاسی نظام کی جگہ ایک نئے نظام کی تشکیل تھا۔ شاہ ولی اللہؒ انتشار پسند (انارکسٹ: ایسا مفکر جو سماج میں ریاستی ڈھانچے کو غلط سمجھے اور ریاستی نظام کے بغیر سماج کا خواب دیکھے) نہیں تھے۔ لیکن آپؒ سمجھتے تھے کہ اگر سماج کو منظّم انداز میں چلانا ہے، تو اس کے لیے ایسی قیادت کی موجودگی ضروری ہے جو باصلاحیت ہو اور اسے (جمہوری بنیادوں پر) معاشرے کی تائید بھی حاصل ہو۔

آپؒ نے بیان کیا کہ انسان جانوروں سے اِسی بنیاد پر امتیاز رکھتا ہے کہ وہ اپنی ضروریات کی تکمیل ایک شائستہ اور مہذب انداز میں کرتا ہے اور یہ سارا عمل انسانوں کے درمیان باہمی تعاون کی بنیاد پر تکمیل پذیر ہوتا ہے۔

(معاشی معاملات میں) آپؒ نے نظریہ پیش کیا کہ پیدائش دولت کی بنیاد محنت ہے اور جو شخص پیدائشِ دولت کے اِس عمل میں حصہ نہیں لیتا یا سماجی بھلائی کا کوئی اور کام سرانجام نہیں دیتا، اُسے ملکی وسائل سے فائدہ اٹھانے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ آپ نے کسانوں اور دستکاروں کے حقوق کی فراہمی پر زور دیا۔ آپ تجارت پر غیر ضروری پابندیوں اور ٹیکسوں کے قائل نہیں تھے لیکن

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman { e-Mail : purkhas@gmail.com } WhatsApp No.: +91 9412583371

اِس کے ساتھ ساتھ تجارتی بدعنوانیوں پر سخت گرفت کرنے پر بھی یقین رکھتے تھے۔ اِنہیں وجوہات کی وجہ سے جاگیرداروں نے اُنہیں اپنا دشمن خیال کیا جبکہ عام عوام نے آپؒ کو اپنا علمی اور فکری رہنما بنایا۔

سامراجی نوآبادیاتی نظام کی مزاحمت

شاہ ولی اللہؒ کے اَفکار سے متأثر ہوکر جو تحریک جاگیرداری نظام کے خلاف شروع ہوئی تھی، اُس کا رخ انگریز سامراج کے خلاف موڑنا پڑا جو کہ دہلی سمیت پورے ملک پر قابض ہو رہا تھا۔ (ان حالات میں دور کا تقاضا یہی تھا کہ نظام کی تبدیلی کی تحریک کو ملک کی آزادی کی تحریک میں بدل دیا جائے)۔

آپؒ کے فرزند شاہ عبد العزیزؒ نے (1802ء میں) برطانوی حملہ آور طاقت کے خلاف جہاد کا فتویٰ (جسے فتویٰ دارالحرب کہا جاتا ہے) جاری کیا (تاکہ عوام میں ملک کی غلامی کا شعور اور اسے آزاد کرانے کا جذبہ پیدا ہو)۔

شاہ ولی اللہؒ (اُور ان کی جماعت کی پیدا کردہ) تحریک نے انگریز کے خلاف پہلی مُسلح جِد و جہد کو مُنظم کیا (جِس کا ایک اظہار تحریکِ ریشمی رومال کی صورت میں سامنے آیا) لیکن اَگلے دور (پہلی جنگِ عظیم میں سلطنتِ عثمانیہ کے خاتمے کے بعد) میں جب گاندھی نے عدم تشدد کی بنیاد پر جِد و جہد کا نظریہ پیش کیا، تو اِسی ولی اللہی تحریک نے سب سے پہلے آزادی اور سماجی تبدیلی کے لیے عدم تشدد کے اِس نظریے کی تائید کی۔ ہندوستان میں انگریز اقتدار کے خلاف سازش کا پہلا مقدمہ اِنہیں رہنماؤں (شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے ساتھیوں) کے خلاف بنا، جس کے نتیجے میں اُنھیں کالا پانی کی سزا دی گئی۔ اِسی طرح (1915ء میں) آزاد ہندوستان کی پہلی عبوری حکومت بھی اِسی جماعت کے ارکان نے کابل میں قائم کی۔ (مولانا عبید اللہ سندھیؒ اِس حکومت کے وزیر داخلہ اور مولانا برکت اللہ بھوپالی وزیر اعظم مقرر ہوئے۔) ولی اللہی تحریک ہندوستان کی پہلی اجتماعیت تھی، جس نے تمام مذاہب (اور قومیتوں) کے اتحاد کی بات بہ طور اصول کے کی۔ ولی اللہی تحریک نے سرسید احمد خان اور کانگریس کی مذہبی تقسیم پر مبنی سوچ کی بھی مخالفت کی جِس کے حتمی نتیجے کے طور پر ہندوستان مختلف ٹکڑوں میں تقسیم ہوگیا۔

اگر معاشرے میں اِن حقائق کا تعارف بہت محدود ہے، تو اِس کی بنیادی وجہ ولی اللہی تحریک کے قائدین کا اپنے امور کو خفیہ رکھنا ہے۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریز نے جس بربریت اور سفاکی کا مظاہرہ کیا، اِخفاء (معاملات کو رازداری سے سَرانجام دینا) کی یہ روایت اُس کا لازمی تقاضا تھا۔ (اِسی پالیسی کو سامنے رکھتے ہوئے 1857ء کی جنگِ آزادی میں بہ ظاہر ناکامی کے بعد دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں لایا گیا اور انگریز کے خلاف جِد و جہد پر علمی چادر ڈال دی گئی)۔ آگے چل کر ہندو مذہب کے ماتحت چلنے والی فرقہ وارانہ تحریکیں بھی اِس رازداری کی ایک وَجہ تھیں۔ (رازداری کی ایک اور وَجہ ولی اللہی علما کا تقویٰ یعنی صرف رَضائے الٰہی کے لیے جدوجہد کرنا اور ریاکاری اور نمود و نمائش سے بچنے کی تدبیر کرتے رہنا بھی تھی۔)

1930ء کی دہائی میں (مولانا) عبید اللہ سندھیؒ نے ولی اللہی علوم واَفکار کو دارالعلوم دیوبند جیسے تعلیمی اداروں کی چار دیواری سے نکال کر عوام میں مقبول بنانے کی کوششوں کا آغاز کیا (لیکن برصغیر کی تقسیم کے بعد ان کوششوں کو شدید دھچکا پہنچا۔ قیامِ پاکستان کے بعد شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے معاشرے میں ولی اللہی علوم کے فروغ کے لیے دل و جان سے کوشش کی۔) مختصراً یہ کہ ہماری لاعلمی اپنی جگہ، لیکن اِس حقیقت سے فرار ممکن نہیں کہ آزادی کی قومی تحریک پر رہنمائی اور توانائی لینے کے حوالے سے ولی اللہی اَفکار و اعمال کے گہرے اثرات نَقش ہیں۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

قضیۂ فلسطین

ایک معلوماتی مطالعہ

ڈاکٹر ظفر الاسلام خاں

فلسطین، مغرب میں صحرائے سیناء و بحر ابیض متوسط اور مشرق میں نہر اردن کے درمیان میں ایک چھوٹا سا خطہ ہے جہاں قدیم ترین زمانے سے کنعانی یا اموری قوم رہتی آئی ہے۔ یہ تاجر اور کسان لوگ تھے۔ مصر سے آنے والے یہودیوں کی انھیں سے لڑائی ہوئی تھی۔ یہودیوں نے ان کو ''فلستینی'' کہا اور اس کے معنی ''شرابی، کبابی'' کے رکھ دیئے۔ اس علاقے کے قدیم باشندوں کی غلطی یہودیوں کے نزدیک صرف یہ تھی کہ انھوں نے یہودیوں کے مصر سے نکلنے کے بعد ان کا استقبال ''پانی اور روٹی سے نہیں کیا'' (توریت، تثنیہ ۳۲) اس لیے وہ گردن زدنی کے مستحق ہوئے۔

یہودی تقریباً ۱۲۲۰ ق م میں حضرت یوشع Jushua کی قیادت میں صحرائے سیناء سے نکلنے کے بعد فلسطین میں داخل ہوئے۔ توریت (سفر یشوع) کے مطابق انھوں نے انتہائی وحشیت کے ساتھ فلسطینیوں کو ختم کرنے کی کوشش کی۔

کنعانی یبوسی قبیلہ Jebusites بیت المقدس کے ارد گرد رہتا تھا۔ یہ لوگ ۱۴۰ سال تک یہودیوں کا مقابلہ کرتے رہے اور صرف ۱۰۴۹ ق م میں حضرت داؤد اس علاقے پر قبضہ کر پائے۔ شاؤل ۱۰۲۰ ق م میں پہلا حاکم ہوا جس نے سب یہودیوں کو ایک جھنڈے کے تحت جمع کیا۔ اس کے بعد حضرت داؤد آئے جن کا زمانہ ۱۰۰۰-۹۶۱ ق م کا ہے۔ انھوں نے ۹۹۰ ق م میں فلسطینی قبائل پر قابو پایا اور دمشق کو خراج دینے پر مجبور کیا۔ صرف حضرت داؤد اور حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں یہودیوں نے فلسطین کے ایک بڑے خطے پر حکومت کی۔

حضرت داؤد کے بعد حضرت سلیمانؑ آئے جن کا زمانہ ۹۶۱-۹۲۲ ق م کا ہے۔ انھوں نے بیت المقدس میں ایک یہودی معبد بنایا جو ''ہیکل'' Temple کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی ایک دیوار آج بھی موجود ہے۔ اس دیوار کو مسلمان مسجد اقصی کی ''مغربی دیوار'' (الحائط الغربی) کہتے ہیں جبکہ یہودی اس کو ''دیوار گریہ'' (Wailing Wall) کا نام دیتے ہیں۔ اس سلطنت کے تعلقات یمن تک سے تھے۔ حضرت سلیمانؑ کے ۹۲۲ ق م میں وفات پاتے ہی ان کی سلطنت دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی۔ جنوب میں ''یہودا'' اور شمال میں ''اسرائیل'' نامی دو ملک وجود میں آئے، جو آپس میں دو سو سال تک لڑتے رہے۔

حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام نے تقریباً ۴۰-۴۰ سال حکومت کی، اس کے بعد سب ختم ہوگیا۔ لڑائیوں وغیرہ کو چھوڑ دیا جائے تو فلسطین پر صرف ۷۰ سال پورے طور پر یہودی حکومت رہی۔ (انگریز مؤرخ جفریز Jafferies, JMN – The RealityPalestine)۔

بہترین حالات میں بھی یہودیوں نے پورے فلسطین پر کبھی قبضہ نہیں کیا۔ مؤرخ بیلوک کے مطابق بہترین حالات میں بھی اس مملکت کی لمبائی ۱۲۰ میل اور چوڑائی ۶۰ میل تھی (یعنی موجودہ غزہ سے ملتی جلتی)۔ انھوں نے زیادہ تر پہاڑی علاقوں پر قبضہ کیا جبکہ وادی کے علاقے فلسطینیوں کے پاس رہے۔

آشوریوں نے ۷۲۱ ق م میں پہلی بار ''اسرائیل'' کو ختم

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

کر کے یہودیوں کو مشرق کی طرف کھدیڑ دیا اور دوسرے لوگ ان کی آبادیوں میں بسا دیئے۔ یونان کا تاریخ سے نام ونشان مٹ گیا۔ البتہ دوسری یہودی حکومت ''یہودا'' بچ گئی تھی جس کا صدر مقام اورشلیم تھا۔ ۵۹۷ ق م میں نبوخذنصر (بخت نصر) نے اس دوسری یہودی حکومت کا بھی خاتمہ کردیا اور اس کے بادشاہ یواقیم Joacqim سمیت دس ہزار یہودیوں کو یرغمال بنا کر بابل لے گیا۔ ان میں نبی حضرت حزقیال شامل تھے۔ جلد ہی باقی ماندہ یہودیوں نے بغاوت کی، جس کی وجہ سے نبوخذنصر ۵۸۷ ق م میں دوبارہ فلسطین آیا، اورشلیم کی اینٹ سے اینٹ بجادی، مزید بہت سے یہودیوں کو غلام بنا کر بابل لے گیا اور باقی ماندہ یہودیوں کو اس علاقے سے نکال دیا۔ یوں سلطنت ''اسرائیل'' کے ختم ہونے کے ۱۳۰ سال بعد سلطنت "یہودا'' کا بھی مکمل طور پر خاتمہ ہوگیا۔

۵۳۹ ق م میں یہودیوں کی بابل کی غلامی ختم ہونے پر واپسی ہوئی۔ ایران کے بادشاہ کورش دوم نے فلسطین کے علاقے پر قبضہ کرنے کے بعد یہودیوں کو فلسطین میں دوبارہ بسنے کی اجازت دی۔ یوں ۵۱۵ ق م میں دوبارہ ہیکل سلیمانی بنا۔

۶۳ ق۔م۔۷۰م میں فلسطین پر رومن قبضہ ہوا۔ قبضہ پورا ہونے پر یہودیوں کی بغاوت کی وجہ سے ۷۰م میں رومن جنرل ٹائٹس Titus فلسطین آیا اور پوری طرح اورشلیم اور ہیکل کو تباہ کر کے اس کی جگہ ایک رومن شہر بنام ایلیا کاپیتو لینا بنا کر واپس گیا اور یہودیوں کو وہاں سے پوری طرح سے جلاوطن کردیا۔

۲۷۳م میں انباط (عربوں) نے اس علاقے پر قبضہ کرلیا۔

۶۳۹م (۱۵ھ) میں بیت المقدس حضرت عمر کے ہاتھوں فتح ہوا جب وہاں عیسائیوں کی حکومت تھی۔ مسجد اقصیٰ کی جگہ اس وقت کوڑا پڑا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس جگہ کو اپنے ساتھیوں کی مدد سے صاف کیا اور وہاں نماز پڑھی۔ بعد میں اس جگہ پر ایک مسجد بنی۔ حضرت عمرؓ کے ہاتھوں "العہد العمری'' نامی وثیقہ لکھا گیا جس میں یہودیوں کا بیت المقدس میں داخل ہونا منع کیا گیا اور یہ وہاں کے عیسائیوں کی درخواست پر ہوا۔

۱۰۹۹ء سے ۱۳۶۹ء تک صلیبی جنگیں جاری رہیں جو فلسطین پر یوروپی عیسائی قوموں کے قبضے کی کوشش تھی، کیونکہ ان کے خیال میں حضرت مسیح کی جائے پیدائش کو غیر عیسائیوں کے قبضے میں نہیں رہنا چاہیے۔ کل ۹ صلیبی جنگیں ہوئیں۔ بالآخر اکتوبر ۱۱۸۷ء میں صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس کو صلیبیوں کے ۹۹ سال قبضے کے بعد واپس لیا اور یہودیوں کو دوبارہ بیت المقدس آنے کی اجازت دی۔ انھوں نے بیت المقدس کی حفاظت کے لیے مراکش سے جفاکش مسلمانوں کو بلا کر مسجد اقصیٰ کے پاس بسایا۔ ان کا محلّہ "حی المغاربۃ'' ۱۹۶۷ تک باقی تھا۔ جون ۱۹۶۷ میں اسرائیل نے بیت المقدس پر قبضے کے بعد چھ گھنٹے کے نوٹس پر ان کو باہر کردیا اور ان کے گھر مسمار کرکے "دیوار گریہ'' کے سامنے ایک بڑا میدان بنا دیا جہاں یہودی اب عبادت کرتے ہیں۔

یوروپ میں مستقل برے سلوک اور ابھرتی ہوئی نئی قومیتوں کی وجہ سے وہاں کے یہودیوں میں ''یہودی وطن'' کی بات شروع ہوئی، حالانکہ نہ ان کا اپنا کوئی ملک تھا اور نہ ہی کسی علاقے میں ان کی اکثریت تھی۔ آسٹرین صحافی ہرتزل Herzl نے صہیونی تحریک شروع کی۔ ۱۸۶۰ء میں دوبارہ یہودیوں نے فلسطین میں بسنا شروع کیا۔ اس وقت فلسطین میں یہودیوں کی کل آبادی پانچ ہزار تھی۔ فرانس کے بارون ہرش Baron Hirsh نے اس کام کے لیے پیسے دیے۔ بعد میں برطانیہ کے لارڈ روچائلڈ Lord Rothchild نے بھی اس مقصد کے لیے کافی پیسے دیئے تاکہ یہودی فلسطین میں زمینیں خرید کر وہاں بسنا شروع کریں۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران برطانیہ نے بالفور اعلان جاری کرکے فلسطین میں "یہودی وطن'' بنانے کا وعدہ کیا جبکہ اسی وقت انگریزوں نے سائیکس پیکو Sykes Picot معاہدے کے ذریعے فرانس کے ساتھ اس علاقے کو آپس میں بانٹنے اور شریف

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

مکہ سے معاہدہ کرکے اس پورے علاقے میں ''عرب حکومت'' قائم کرنے کا جھوٹا وعدہ کیا۔ جس وقت یہ وعدے کیے گئے، برطانیہ یا فرانس کا اس پورے علاقے کے کسی حصے پر قبضہ نہیں تھا۔

اکتوبر ۱۹۱۸ء میں فلسطین پر برطانوی قبضہ ہوگیا جس کے بعد اعلان بالفور کے تحت فلسطین کو یہودی ہجرت کے لیے کھول دیا گیا۔ ساٹھ سال سے مسلسل ہجرت کے باوجود اس وقت تک فلسطین میں یہودیوں کی تعداد صرف ۵۶۰۰۰ تھی۔

برطانیہ نے فلسطین میں یہودیوں کو ہر سہولت کے ساتھ نیم فوجی دہشت گرد مسلح تنظیم ہاگاناہ Haganah بنانے کی اجازت دی جس کی وجہ سے عملاً فلسطین میں ہر طرح سے مسلح یہودی فوج تیار ہوئی جبکہ عربوں کے اسلحے چھینے گئے اور یہودیوں کے برعکس عربوں کے اسلحہ رکھنے پر جیل اور جلاوطنی کی سزا مقرر ہوئی۔ اس کے علاوہ متعدد یہودی دہشت گرد تنظیموں کا قیام عمل میں آیا، مثلاً ارگون، شترن، لیہی اور اتزیل جنھوں نے ۱۹۴۸ میں عربوں کو اپنے وطن سے بندوق کے ذریعے کھدیڑنے کا کام کیا۔ ان کو بعد میں اسرائیلی فوج میں ضم کردیا گیا۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد برطانیہ بہت کم زور ہوگیا تھا۔ برطانیہ کو فلسطین سے بھاگنے پر مجبور کرنے کے لیے اب یہودی دہشت گردوں نے انگریز فوج اور انتظامیہ پر حملہ کرنا شروع کردیا، فلسطین میں یہودی دہشت گردی کا سامنا کرنا کمزور برطانیہ کے بس میں نہیں تھا، اس لیے اس نے فلسطین کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے اقوام متحدہ کے سامنے پیش کردیا۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۲۹ر نومبر ۱۹۴۷ء کو فلسطین کو یہودی اور عرب ریاستوں میں تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا۔ عرب اکثریت کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۴۴ فیصد اور یہودی اقلیت کو ۵۶ فیصد دے دیا۔ عربوں نے اس ظالم فیصلے کو ماننے سے انکار کردیا جبکہ یہودیوں نے مارچ ۱۹۴۸ سے ہی ''آپریشن دالیت'' کے تحت فلسطین میں اسرائیل بنانے کے لیے عربوں پر حملے اور قتل عام شروع کردیئے، تاکہ وہ یہودی سلطنت سے بھاگ جائیں۔ اس کے ردّعمل کے طور پر عرب ممالک (مصر، اردن اور عراق وغیرہ) نے فلسطین میں اپنی فوجیں بھیجیں جن کو واضح حکم تھا کہ تقسیم پلان کے تحت یہودیوں کو دیئے گئے حصے پر قبضہ نہ کریں۔ یوں عرب فوجیں آگے نہیں بڑھیں، جبکہ یہودی دہشت گرد تنظیمیں حملے کرکے عربوں کو قتل اور مختلف علاقوں سے نکالتی رہیں، یہاں تک کہ فلسطین کے ۷۰ فیصد عرب اپنے علاقوں سے بھاگ کر قریبی علاقوں اور ملکوں میں پناہ گزیں ہوگئے اور پھر اقوام متحدہ کی بیسیوں قراردادوں کے باوجود آج تک اپنے گھروں کو واپس نہ جاسکے۔

۱۵ر مئی ۱۹۴۸ء کو یہودیوں نے اسرائیل کے قیام کا اعلان کردیا اور فلسطین میں خانہ جنگی چھڑ گئی۔ امریکا اور روس نے چند گھنٹوں کے اندر اسرائیل کو تسلیم کرلیا۔ سنہ ۱۹۴۹ء میں جنگ بندی تک فلسطین میں ۷۸ فیصد زمینوں پر یہودی قبضہ ہوگیا یعنی فلسطین عربوں کے لیے ان کے ملک کا صرف ۲۲ فیصد حصہ بچا۔ اس باقی ماندہ فلسطین کے ایک حصے (مغربی کنارہ بشمول بیت المقدس) پر اردن نے قبضہ کرلیا اور دوسرے حصے (غزہ) پر مصر نے قبضہ کرلیا۔

۵ر جون ۱۹۶۷ء کو اسرائیل نے حملہ کرکے باقی ماندہ ۲۲ر فیصد فلسطین کے ساتھ مصر کے صحراء سیناء اور شام کی جولان پہاڑیوں Golan Heights پر بھی قبضہ کرلیا۔

اکتوبر ۱۹۷۳ میں مصر اور شام نے اپنے علاقے آزاد کرانے کے لیے جنگ کی، مصر نے صحرائے سینا کا ایک تہائی علاقہ واپس لیا جبکہ شام ناکام رہا۔ اس کے بعد ۱۹۷۹ء میں مصری صدر سادات نے اسرائیل کے ساتھ صلح کرلی جس کی وجہ سے اسرائیل پر دباؤ بہت کم ہوگیا اور دوسرے عرب وغیر عرب ممالک نے اسرائیل کے ساتھ تعلقات قائم کرنے شروع کردیئے۔ اس سے پہلے دنیا کے اکثر ممالک اسرائیل کو تسلیم نہیں کرتے تھے، جس میں ہندوستان بھی شامل تھا۔

باقی ماندہ فلسطین پر مسلسل اسرائیلی قبضے کے خلاف

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فلسطینیوں کا پہلا انتفاضہ دسمبر ۱۹۸۷ سے ۱۹۹۱ کی میڈریڈ کانفرنس تک چلا۔

تھک ہار کر بالآخر فلسطینی قیادت نے ۱۹۹۲ میں اسرائیل کے ساتھ اوسلو معاہدہ کیا جس کی رُو سے پانچ سال میں خودمختار فلسطینی ریاست قائم ہونا قرار پایا، لیکن فلسطین کے بنیادی مسئلوں (بیت المقدس/ پناہ گزینوں/ سرحد/ داخلی وسائل) کو بعد کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ پانچ سال کے اندر فلسطینی ریاست وجود میں آنی تھی لیکن تیس سال کے بعد بھی یہ ریاست آج تک وجود میں نہیں آئی ہے۔ فلسطینی اتھارٹی (فلسطینی مقتدرہ) کے نام پر جو علاقہ موجود ہے اس کی حیثیت صرف ایک میونسپلٹی کی ہے اور وہ اسرائیل کے مخبر کے طور پر کام کرتی ہے یعنی اسرائیل کے خلاف مزاحمت کرنے والے فلسطینیوں کے بارے میں اسرائیل کو باخبر کرتی ہے اور اسی وجہ سے وہ فلسطینی عوام میں مقبول نہیں ہے۔

اوسلو معاہدہ کرنے والے اسرائیلی وزیراعظم اسحاق رابین کو یہودی شدت پسندوں نے ۴ رنومبر ۱۹۹۵ کو قتل کر دیا۔ اسرائیل میں فلسطینیوں سے کسی بھی سمجھوتے کی مخالف لیکوڈ پارٹی نے کلین بریک Clean Break نامی پلان امریکی نیوکون کی مدد سے بنوایا تاکہ اوسلو معاہدے کو عملاً کالعدم کیا جاسکے۔ ۱۹۹۷ میں لیکوڈ کے برسراقتدار آتے ہی اس پلان پر عمل شروع ہوگیا اور دھیرے دھیرے فلسطینی مقتدرہ کو بے اختیار بنانے کے عمل کا آغاز ہوگیا اور فلسطینی حکومت کو دیئے جانے والے علاقوں میں یہودی نوآباد بستیاں بنانے کا کام تیزی سے شروع ہوگیا۔ سارا الزام عربوں پر رکھا گیا، جبکہ معاہدے کو ناکام بنایا اسرائیل نے۔ اس کے نتیجے میں ۲۰۰۰ء میں دوسرا انتفاضہ شروع ہوا جو پانچ سال چلا۔

مئی ۲۰۱۲ء میں یوسی بیلین Yossi Beilin نے، جو اوسلو معاہدہ کا اسرائیل کی جانب سے آرکیٹکٹ تھا، فلسطین اتھارٹی کو مشورہ دیا کہ اتھارٹی کو تحلیل کر دو تاکہ دنیا کے سامنے اسرائیل ننگا ہوجائے۔ یہودی نوآبادیاں فلسطینی عربوں کی ان زمینوں پر مستقل قائم ہورہی ہیں جنہیں اسرائیل بھی مانتا ہے کہ انھیں فلسطینیوں کو واپس کرنا ہے۔

اگست-ستمبر ۲۰۰۵ء میں اسرائیل غزہ سے حماس کی مزاحمت کی وجہ سے نکل گیا لیکن علاقے پر بری، بحری اور ہوائی کنٹرول قائم رکھا۔ جنوری ۲۰۰۶ میں حماس کی منتخب حکومت کو اسرائیل، امریکہ اور یوروپ وغیرہ نے چند مہینوں کے اندر مل کر توڑ دیا اور ۲۰۰۷ سے اسرائیل نے غزہ کا مکمل محاصرہ شروع کر دیا جو اَب تک جاری ہے۔

غزہ پر اسرائیلی حملے جون ۲۰۰۶، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲ میں ہوئے۔ ۲۰۱۴ میں رمضان کے دوران اسرائیل نے حملہ کر کے غزہ کو شدید نقصان پہنچایا لیکن مزاحمت کو شکست نہ دے سکا۔ حماس نے ۲۰۱۴ کی جنگ کا ۵۱ دن تک مقابلہ کیا اور دنیا کی پانچویں سب سے طاقتور فوج کو جنگ بندی پر مجبور کر دیا اور بڑی حد تک اپنے مطالبات منوالیے، اسرائیل اپنے مطالبات (راکٹ کے حملے بند کرانا، غزہ کو اسلحے سے خالی کرانا اور سرنگوں کا خاتمہ) میں ناکام رہا۔

۲۰۱۸ میں غزہ کے لوگوں نے محاصرے کے خلاف سرحد پر احتجاج شروع کیا جس پر اسرائیل نے فائرنگ کر کے سات فلسطینیوں کو قتل کیا۔

مارچ ۲۰۱۹ میں اسرائیل نے غزہ پر پھر حملہ کیا۔ اس کے بعد مئی ۲۰۱۹، نومبر ۲۰۱۹، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲ اور مئی ۲۰۲۳ میں بھی غزہ پر اسرائیلی حملے ہوئے۔ مئی ۲۰۲۱ میں اسرائیلی حملہ پہلے کی طرح نہ صرف ناکام رہا بلکہ یہ بھی ثابت ہوگیا کہ حماس اور الجہاد الاسلامی اسرائیل کے ساتھ فوجی برابری deterrence کی حد تک پہنچ چکے ہیں۔ پہلی دفعہ ۲۰۲۱ میں اسرائیل کا بہت جانی و مالی نقصان ہوا۔ اسرائیل کے اندر فلسطینیوں نے انتقامی کارروائی کی اور اسرائیل کو یکطرفہ جنگ بندی پر مجبور کر دیا۔ اس جنگ کے دوران ۲۴۲ ر فلسطینی شہید ہوئے، غزہ کے ۸۰۰۰۰ ر لوگ بے گھر ہوئے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

اور ۱۷۰۰۰ رہائشی اور تجارتی یونٹس تباہ ہوئے۔

۷/اکتوبر ۲۰۲۳ کو حماس نے اسرائیل پر اچانک بڑا حملہ کیا جو اسرائیل کے لیے بالکل غیر متوقع تھا۔ یہ حملہ ۱۹۶۷ء سے اسرائیلی قبضے اور ۲۰۰۶ء سے جاری اسرائیلی محاصرے کے خلاف تھا۔ یہ حملہ پوری طرح سے بین الاقوامی قانون کے تحت مقبوضہ علاقوں کے باشندوں کے حق مزاحمت کا استعمال تھا، اس کے جواب میں اسرائیل نے غزہ کو پوری طرح تباہ کرنا شروع کردیا۔ انسانی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی کہ ایک مختصر اور نہتی آبادی دنیا کی پانچویں بڑی فوجی طاقت کے خلاف اتنے لمبے عرصے تک اتنی بہادری سے لڑتی رہے۔ اس سے پہلے عرب فوجوں کی اسرائیل سے لڑائی صرف چند دن چلتی تھی۔ اس جنگ میں اسرائیل نے بے دریغ بمباری کی۔ اب تک غزہ کے تقریباً ۷۰ رفیصد گھر اور بلڈنگیں اس اندھادھند بمباری سے منہدم ہوچکے ہیں۔ پانی، بجلی، سیور لائن اور ٹیلیفون و انٹرنٹ کی لائنیں پوری طرح تباہ ہوچکی ہیں۔ یہ بمباری دنیا بھر میں پچھلے ایک سو سال میں شدید ترین تھی، پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں بھی کسی علاقے پر اتنی شدید بمباری نہیں ہوئی۔ الجزیرہ کے مطابق جنگ کے ۱۷۹ ویں دن یعنی ۲/اپریل ۲۰۲۴ تک ۳۲۹۱۶ فلسطینی ہلاک ہوئے (جن میں ۱۳۰۰۰ بچے اور ۸۴۰۰ عورتیں شامل ہیں) اور ۷۴۹۴۰ زخمی ہوئے (جن میں ۸۶۶۳ بچے اور ۶۳۲۷ عورتیں شامل ہیں)۔ ان کے علاوہ تقریباً ۸۰۰۰ لوگوں کی لاشیں اب بھی ان کے تباہ شدہ گھروں کے ملبوں میں دبی ہوئی ہیں اس لیے ان کے نام شہیدوں کی لسٹ میں شامل نہیں ہیں۔ مسلسل اسرائیلی فائرنگ کی وجہ سے ملبوں میں تلاش کرنا فی الحال ممکن نہیں ہے۔

اسرائیل اور امریکہ کا پلان تھا کہ شدید بمباری اور کھانے پینے کی اشیاء کو بالکل روکنے سے غزہ کے لوگ مصر کے صحرائے سینا کی طرف بھاگ جائیں گے اور یوں غزہ کا مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل ہوجائے گا۔ لیکن غزہ کے لوگوں نے اس سازش کو ناکام بنادیا

غزہ میں مکمل اسرائیلی محاصرے کی وجہ سے کھانے پینے کی چیزوں اور دواؤں کی شدید قلت ہے جس کی وجہ سے وہاں درجنوں لوگ خاص طور سے بچے بھوک سے ہلاک ہوچکے ہیں۔ تمام اسپتال تقریباً تباہ اور اکثر بند ہیں۔ اسرئیل نے غزہ کے تقریبا ۱۳/لاکھ لوگوں کو اپنے اپنے علاقوں سے نکل کر صحرائے سیناء سے ملے ہوئے غزہ کے جنوب مغربی شہر رفح میں پناہ لینے پر مجبور کردیا ہے، لیکن وہ وہاں بھی اسرائیلی حملوں سے محفوظ نہیں ہیں۔ جہاں موجودہ جنگ سے پہلے غزہ میں روزانہ ۵۰۰ ٹرک کھانے اور ادویات وغیرہ کے داخل ہوتے تھے، اب وہاں صرف ۸۰ ٹرک روزانہ داخل ہورہے ہیں۔ اسرائیل حملوں میں ۱۵/مارچ تک ۱۰۰ صحافی قتل ہوچکے ہیں جن میں زیادہ تر فلسطینی ہیں۔

جنوبی افریقہ نے ہیگ میں واقع بین الاقوامی عدالت میں اسرائیل کے خلاف مقدمہ دائر کیا ہے کہ وہ غزہ میں نسل کشی کا ارتکاب کررہا ہے۔ بین الاقوامی عدالت کا آخری فیصلہ ابھی نہیں آیا ہے، لیکن اس نے اسرائیل کی سرزنش کی ہے اور اس کو نسل کشی سے بچنے کو کہا ہے، لیکن اس کا اسرائیل پر کوئی اثر نہیں ہورہا ہے کیونکہ اس کو امریکہ اور مغربی ممالک خصوصاً جرمنی اور برطانیہ کی پوری تائید حاصل ہے۔ اسی جنگ کے دوران اسرائیل کو بچانے کے لیے امریکہ تین بار اقوام متحدہ کی سکیورٹی کاؤنسل میں جنگ بندی کی قرارداد کے خلاف ویٹو استعمال کرچکا ہے، نیز جنگ کے دوران اسرائیل کی بھرپور جنگی اور مالی مدد کررہا ہے۔ جنگ کے شروع ہوتے ہی امریکہ نے اپنے دو بحری بیڑے علاقے میں بھیج دیئے تاکہ کوئی ملک اسرائیل کے خلاف جنگ میں شامل نہ ہو سکے۔ جنگ کے دوران امریکہ نے ہوائی اور پانی کے جہازوں کے ذریعہ مسلسل اسرائیل کو اسلحے فراہم کرائے۔ امریکہ اب تک (۲۰۲۳ء) اسرائیل کو ۲۶۰ بلین (ہزار ملین) ڈالر کی امداد دے چکا ہے۔

نسل کشی کے مقدمے کے علاوہ، دنیا کے ۵۲ ممالک نے بین

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

الاقوامی عدالت میں اسرائیل کے خلاف ایک اور مقدمہ دائر کیا ہے کہ غزہ، مغربی پٹی اور بیت المقدس پر ۱۹۶۷ سے جاری اسرائیلی قبضہ ہٹایا جائے۔ ابھی اس کا فیصلہ آنا باقی ہے۔ افسوس ہے کہ مقدمہ زیادہ تر غیر عرب اور غیر مسلم ملکوں نے دائر کیا ہے۔ غزہ کی جارحیت کی وجہ سے متعدد غیر مسلم ملکوں نے اسرائیل سے سفارتی تعلقات توڑ لیے ہیں لیکن کسی عرب یا مسلم ملک کو یہ توفیق نہیں ہوئی بلکہ کچھ در پردہ اسرائیل کی مدد کر رہے ہیں۔

اس جنگ کے دوران حزب اللہ اور لبنان کی الجماعۃ الاسلامیۃ نے شمالی اسرائیل پر حملے کیے ہیں۔ عراق کی کچھ میلیشیا نے بھی اسرائیلی اور امریکی نشانوں پر حملے کیے ہیں۔ یمن کی انصاراللہ حکومت نے باب المندب اور بحر احمر سے اسرائیلی پانی کے جہازوں یا اسرائیل سامان لے جانے والے پانی کے جہازوں پر پابندی لگا دی ہے اور اس طرح کے کچھ پانی کے جہازوں پر حملہ بھی کیا ہے، جبکہ یمن پر اسی وجہ سے امریکہ اور برطانیہ مستقل حملے کر رہے ہیں۔

سارے نقصانات کے باوجود موجودہ جنگ نے اسرائیل کے خلاف پانسہ پلٹ دیا ہے۔ اسرائیل کے فوجی تفوق کا دعویٰ اور اس کی بنیاد پر عربوں کا بلیک میل اَب قصہٗ پارینہ بن چکا ہے۔ سفارتی طور پر اسرائیل کو ہر جگہ منہ کی کھانی پڑ رہی ہے۔ عرب ممالک سے اسرائیل کے تعلقات کی گاڑی رک چکی ہے۔ فلسطین کا مسئلہ اب دوبارہ عرب اور مشرق وسطی کی سیاست کا نمبر ایک مسئلہ بن چکا ہے۔ حماس اور فلسطینی مزاحمت کو اب کوئی نظر انداز نہیں کر سکتا ہے۔ غزہ اور حماس نے اسلامی تاریخ میں ایک نئے سنہری باب کا اضافہ کیا ہے، جو عین جالوت اور حطین کی طرح صدیوں یاد رکھا جائے گا۔

قرآن پاک میں سورہ بنی اسرائیل کی آیات ۴-۸ میں بتایا گیا ہے کہ یہودی فلسطین میں تین بار سرکشی کریں گے اور تینوں بار اللہ پاک ان کو سخت سزا دیں گے۔ اب تک دو بار ہو چکا ہے (۵۸۷ قبل مسیح اور ۷۰ عیسوی) ایک سرکشی ابھی باقی ہے۔ اس سرکشی پر بھی ان کی پہلے کی طرح سرکوبی کی جائے گی۔ شاید اس کا وقت آ گیا ہے۔ آج پہلی بار دنیا اور بالخصوص ایشیا، افریقہ اور جنوبی امریکہ کے اکثر ممالک اسرائیل کے خلاف ہیں۔ مغربی ممالک کے بہت سے باشندے اسرائیل کے خلاف کھڑے ہیں اور اپنی حکومتوں کے خلاف مظاہرے کر رہے ہیں۔ اپنی تاریخ میں آج پہلی دفعہ اسرائیل اکیلا کھڑا ہے۔ اس کے جھوٹوں کا گھڑا پھوٹ چکا ہے۔

(ڈاکٹر ظفر الاسلام خان ماہر استشراق، محقق، مترجم اور متعدد کتابوں کے مصنف، مشہور عالم و مفکر وحید الدین خاں صاحب کے فرزند ہیں۔ اور عربی، انگریزی اور اردو میں چالیس سے زائد کتابوں کے مصنف یا مترجم ہیں جن میں یہ دو کتابیں بھی شامل ہیں: اسلام میں ہجرت / فلسطینی دستاویزات

مضمون نگار کی مسئلہ فلسطین پر گہری نظر ہے۔ قاہرہ یونیورسٹی میں ان کا ایم فل کا مقالہ فلسطینی مزاحمت کے بارے میں تھا۔ بیروت سے ان کی دو کتابیں عربی میں چھپی ہیں (التلمود: تاریخه و تعالیمه (۱۹۷۱) اور تاریخ فلسطین القدیم (۱۹۷۳)۔ اس کے علاوہ ان کی فلسطینی دستاویزات پر ایک ہزار صفحات پر مشتمل کتاب Palestine Documents دہلی سے ۱۹۹۸ء میں شائع ہوئی، جو انگریزی میں ایسی واحد کتاب ہے۔)

> ہے خاک فلسطیں پہ یہودی کا اگر حق
> ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہل عرب کا
> مقصد ہے ملوکیت انگلیس کا کچھ اور
> قصہ نہیں نارنج کا، یا شہد و رطب کا
>
> ....**اقبال**

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ملک میں امن وشانتی کیسے قائم رہ سکتی ہے؟

مولانا محمد قمر الزماں ندوی (پرتاپ گڑھ)

6/اکتوبر 1991ء کو آل انڈیا مسلم انٹلیچول فورم کے زیر اہتمام ہندوستان کی سالمیت کے عنوان پر لکھنؤ میں ایک سمینار حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کی صدارت میں ہوا تھا، جس میں مخصوص علماء کرام، اہل علم، دانشوران قوم وملت اور مخصوص سیاسی حضرات بڑی تعداد میں شریک ہوئے تھے، اسٹیج پر اس وقت کے مرکزی وزیر مسٹر مادھوراؤ سندھیا، غلام نبی آزاد اور سلمان خورشید بھی تھے اور ان لوگوں نے، جمہوریت اور سیکولرزم ہی ملک کی سالمیت اور امن و شانتی کا واحد ذریعہ ہے، اس عنوان پر تائیدی تقریریں کی تھیں۔ (راقم الحروف بحیثیت سامع اس پروگرام میں ندوہ کے بعض ساتھیوں کے ساتھ شریک ہوا تھا، ان دنوں راقم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں درجہ عالیہ ثانیہ کا طالب علم تھا)

حضرت مولانا علی میاں ندویؒ نے مجمع سے (جس میں خواص اہل علم اور منتخب سیاسی لیڈران موجود تھے) خطاب کرتے ہوئے سیکولرزم کو اس پودے سے تعبیر کیا تھا، جو سانپ اور زہریلے کیڑے مکوڑوں کو پاس پھٹکنے نہیں دیتا، مولانا نے ایک رئیس/ چودھری کا قصہ سنایا کہ اس کے پاس ایک وسیع اور سرسبز باغ تھا، اس نے انتقال کے وقت اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ اس باغ میں ہر طرح کا تصرف اور تبدیلی کرنا، لیکن اس پودے کو اپنی جگہ پر باقی رکھنا، اس وقت اس نے اس کا راز اور وجہ نہیں بتائی، جب خزاں کا دور آیا اور پھولوں کے درخت اور پودے مرجھا گئے، تو اس رئیس کے فرزند نے سب جھاڑ جھنکاڑ دور کر دیئے اور اس پودے کو بھی اکھاڑ کر پھینک دیا۔ یہ کرنا تھا کہ ایک سانپ بل سے نکل آیا اور اس نے اس کو ڈس لیا، بعد میں معلوم ہوا کہ اس پودے کی یہ خاصیت تھی کہ یہ جہاں ہوتا ہے، وہاں سانپ نہیں آسکتا، مولانا نے آگے فرمایا کہ، یہی معاملہ اس وقت ہمارے ملک کا ہے کہ اگر سیکولرزم نامذہبیت عدم تشدد کا پودا یہاں سے اکھاڑ کر پھینک دیا گیا، تو پھر تشدد اور مذہبی تعصب کا اژدہا نکل آئے گا اور وہ کوئی رعایت نہیں کرے گا۔''

مولانا نے اپنے اس خطاب میں یہ بھی فرمایا تھا کہ ''یہ بڑی خطرناک بات ہوگی کہ تاریخ کو الٹا سفر کرایا جائے، تاریخ ایک سوتا ہوا شیر ہے، اگر اس کو جگا دیا گیا، اور یہ اُٹھ گیا تو دو ہزار برس تک کسی اور طرف توجہ دینے کی فرصت نہیں ملے گی، اور ملک میں جو تبدیلیاں وقتاً فوقتاً آتی رہیں، انہیں ختم کرنے میں ساری توانائی اور ملک کے وسائل اور اس کو ترقی دینے کے مواقع اس کی نذر ہوجائیں گے،،۔ (کاروانِ زندگی، 5/ص، 51-52)

اس وقت ہندوستان میں فرقہ پرست عناصر اور زعفرانی طاقتیں جمہوری نظام کو ختم کرنے پر تلی ہوئی ہیں اور ملک کو آمریت/ ڈکٹیٹر اور ہندو راشٹر کی طرف لے جانا چاہتی ہیں، اور یہ طاقتیں سیکولرزم کے تانے بانے کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کررہی ہیں

اس وقت ہر انصاف پسند، امن پسند اور ملک کے خیر خواہ کی ذمہ داری بنتی ہے اور اس کا یہ فرض بنتا ہے کہ ملک کی سالمیت اور ملک وملت کی بقا وسلامتی کے لیے اپنی صلاحیتوں، ذہانتوں اور اپنے اثر و رسوخ کا بھرپور استعمال کریں اور اس پودے کو نہ اکھاڑیں اور نہ مرنے دیں، جو سانپ اور زہریلے کیڑے مکوڑوں کو اپنے سے قریب آنے نہیں دیتا۔

لیکن افسوس کہ ایک بڑی تعداد اور کچھ خاص ذہنیت کے لوگ اس پودے کو دانستہ یا غیر دانستہ طور پر مرجھانے اور اکھاڑنے کی کوشش کررہے ہیں، اور اپنے ضمیر کا سودا کرکے، مذہب کا چولا

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman { e-Mail : purkhas@gmail.com } WhatsApp No.: +91 9412583371

پہن کر، مذہب وملت کا نام لے کر، اور سیاسی مسیحا بن کر ہندوستان کو فرقہ پرست عناصر کے حوالے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اس وقت جھارکھنڈ اور مہاراشٹر میں ریاستی انتخابات ہو رہے ہیں اور یہاں سیکولر پارٹیوں کو ہرانے کے لیے، تمام حربے استعمال ہو رہے ہیں، خود اس میں مسلمان بہت سی جگہوں پر پیش پیش ہیں اور یہ جانتے ہوئے کہ ہم کسی طرح جیتنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں، لیکن اس کے باوجود سیکولر ووٹوں کو تقسیم کرنے کے لیے میدان میں اترے ہوئے ہیں، اور دشمن کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔

ماضی کی طرح آج بھی ہماری قوم میں اپنے مفادات کے لیے سودا کرنے والوں کی کوئی کمی نہیں ہے، کوئی سیاسی مسیحا بن کر سوداگری میں مصروف ہے کوئی چرب زبانی اور قلم کاری سے ضمیر کو بیچ کر خود اپنی صفوں کو کمزور کرنے پر تلا ہوا ہے۔۔۔

اس وقت ضرورت ہے کہ دو برائیوں میں سے ہلکی برائی کو اور دو ضرر میں سے اخف ضرر کو مجبوراً قبول کرلیا جائے اور ملک کی سالمیت کی فکر کی جائے اور امن وامان صلح وآشتی کی فضا کے لیے منظّم طریقے سے کوشش کی جائے۔

میں پھر یہاں اس کی وضاحت کردوں کہ سیکولرزم کسی معنی اور تعبیر میں اسلامی نظریہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ دینی اور شرعی اصطلاح ہے، بلکہ یہ محض سیاسی اصطلاح اور تعبیر ہے۔ اور اس کے بارے میں بھی اسلام کے کچھ تحفظات ہیں، لہٰذا جہاں معتدل حالات میں مسلمان اسلام کا مبنی بر عدل نظام حکومت برپا کرسکتے ہوں وہاں سیکولرزم یا جمہوریت دینی اور شرعی اعتبار سے قابل قبول نہیں ہے۔ ہاں غیر مسلم ممالک میں جہاں جمہوریت اور غیر مذہبی (غیر مسلم مذہبی) آمریت میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی مجبوری ہے، وہاں نسبتاً ہلکی برائی کے طور پر جمہوریت کو اختیار کیا جائے گا، تاکہ مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل رہے۔

غــــزل

جناب ڈاکٹر جمیل مانوی

راہ آسان ہے میری یہی دشواری ہے
میری ہمت ہے کہ اب تک یہ سفر جاری ہے

خود کو مدت سے فراموش کئے بیٹھا ہوں
یہ جو تم یاد ہو یہ دل کی رواداری ہے

دل کو احسان محبت سے گراں بار نہ کر
عمر کا بڑھنا تو خود ایک گراں باری ہے

دل تو کہتا ہے، مصیبت میں اکیلا نہ رہوں
جس نے در بند کئے، وہ مری خود داری ہے

کل اسی راہ میں منزل مرا مقصود نہ تھی
آج اس راہ میں ایک ایک قدم بھاری ہے

فتنہ پرداز نئی شان سے اٹّھے اب کے
ہر طرف تیری ذہانت کا فسوں طاری ہے

پوچھ لیتے ہیں کبھی کام بھی آجاتے ہیں
میرے احباب میں اتنی تو رواداری ہے

پردۂ غیب سے بھی سایہ فگن ہے کوئی
وہی انداز محبت ، وہی غم خواری ہے

کون مشتاق نہ تھا چہرۂ انور کے لئے
جا چھپے خاک میں یہ کیسی رواداری ہے

علم بھی بھیس بدلنے میں ہے مصروف جمیلؔ
اہل ثروت میں جو خیرات کی تیاری ہے

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

ایک باپ ابراہیم لنکن کا خط

اپنے بیٹے کے استاد کے نام

تحریر: جناب سید حامد صاحب مرحوم

میں جانتا ہوں کہ: تعلیم کے دوران اُسے (میرے بیٹے کو) یہ جاننا پڑے گا کہ تمام انسان منصف مزاج نہیں ہیں، تمام انسان سچے نہیں ہوتے؛ لیکن اسے یہ بھی تو سکھا دیجئے! کہ ہر بدمعاش کے مقابلے میں ایک ہیرو بھی ہوتا ہے، ہر خود غرض سیاست پیشہ انسان کے بالمقابل ایک ایسا راہبر بھی ملے گا جس نے اپنے آپ کو خدمت خلق کے لیے وقف کردیا ہو۔

اسے سکھایئے! کہ زندگی میں اگر ایک دشمن ملے گا تو ایک دوست بھی ہوگا، میں جانتا ہوں کہ یہ سکھانا دیر طلب ہوگا؛ لیکن اگر آپ ایسا کر سکتے ہوں تو اسے سکھا دیجئے کہ محنت سے کمایا ہوا ایک ڈالران پانچ ڈالروں سے زیادہ بیش قیمت ہے جو بغیر محنت کے ہاتھ آجائیں، اسے سکھایئے! کہ شکست کو کیسے لیا جائے اور فتح و شادمانی کا کیا انداز ہو! اس کو حسد سے دور رہنا سکھایئے! اسے خاموش ہنسی کا بھید بتایئے۔

اگر آپ ایسا کر سکتے ہوں تو اسے کتابوں کی ہوش ربا دنیا میں لے جایئے؛ لیکن اسے اس کی مہلت بھی دیجئے کہ وہ خاموشی کے لمحات میں آسمان میں اڑنے والے طیور، آفتاب کی روشنی میں چمکنے والی شہد کی مکھیوں اور سبزہ پوش پہاڑ کے ڈھلان پر کھلے ہوئے پھولوں کے سحر کو محسوس کر سکے۔

اسکول میں اسے سکھایئے! کہ نقل کرنے سے تو کہیں بہتر ہے امتحان میں فیل ہوجانا، اسے سکھایئے کہ جو کچھ اس نے سوچا ہے، جس خیال نے اس کے دل میں جگہ بنائی ہے، جو کچھ اس نے طے کیا ہے، اس پر وہ اعتقاد رکھے! اُس وقت بھی جب ہر شخص اس کے خیال کو غلط بتائے۔

اس کو سکھایئے کہ شریف اور شائستہ لوگوں کے ساتھ شرافت کا برتاؤ کرے اور خدائی فوجداروں کو منہ توڑ جواب دے! اسے سکھایئے کہ سب لوگوں کی بات غور سے سنے؛ لیکن جو کچھ وہ سنتا ہے، اسے سچائی کی چھلنی میں چھان کر ہی قبول کرے۔

اگر آپ ایسا کرسکیں تو اسے سکھایئے کہ غم کو ہنسی سے کیسے بہلاتے ہیں، اسے یہ بھی سکھایئے کہ رونے میں شرم کا کوئی پہلو نہیں ہے۔

اسے سکھایئے کہ اپنے ذہن اور زورِ بازو کی تو پوری قیمت وصول کرے؛ لیکن اپنے دل اور اپنی روح کے دام کبھی نہ لگنے دے، اس کو نرمی کے ساتھ تعلیم دیجئے؛ لیکن کبھی اس کا لاڈ نہ کیجئے؛ کیونکہ فولاد آگ میں تپ کر ہی بنتا ہے!! اسے سکھایئے کہ اپنے اوپر اعتقاد، اعتماد اور بھروسہ رکھے؛ کیونکہ اسی طرح وہ انسانیت پر اعتماد کرنا اور اعتقاد رکھنا سیکھے گا۔

میں نے آپ سے بہت کچھ مطالبہ کیا ہے؛ لیکن سوچئے کہ اس میں سے آپ کیا کچھ کرسکتے ہیں؟ یہ ننھا انسان میرا بیٹا امکانات بہت رکھتا ہے-----

ابراہیم لنکن کا یہ خط بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے نسخہ کیمیا کی حیثیت رکھتا ہے، کردار سازی اسی طرح ہوتی ہے، یہ خط ہمارے اساتذہ اور والدین کے لیے راہنما خطوط معین کرسکتا ہے، شرط یہ ہے کہ: وہ خود پہلے اپنے کردار کو اس خط کی روشنی میں ڈھالنے کے لیے تیار ہوجائیں! باقی ساری باتیں جن پر ہم زور دیتے ہیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ (فانوس کی گردش، صفحہ: 166، مطبوعہ: نئی کتاب پبلشرز، جامعہ نگر، دہلی)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

خبروں کی دنیا
News World
محمد سعـــد ادریس ولی اللّٰہی

پھلت میں خواتین کا روح پرور اجتماع

پھلت (نامہ نگار): پھلت میں ایک مؤثر اور روح پرور خواتین کا اجتماع منعقد ہوا، جس میں خواتین کو پردہ اور سیرتِ نبوی ﷺ جیسے اہم موضوعات پر رہنمائی دی گئی۔ یہ اجتماع مدرسہ معہد البنات الاسلامی مظفرنگر کی دو ممتاز عالمات، نذرانہ اور رخسانہ صاحبہ کے بیانات پر مشتمل تھا، دونوں عالمات مولانا محمد اکرم ندوی کی قیادت میں علمی اور اصلاحی سرگرمیوں میں مصروفِ عمل ہیں۔

اجتماع کے دوران نذرانہ صاحبہ نے خواتین کو پردے کی اہمیت اور اس کے سماجی و روحانی فوائد پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے قرآن وسنت کے حوالوں سے پردے کے احکامات کی وضاحت کی اور اس پر عمل پیرا ہونے کو مسلم خواتین کے لیے دینی فریضہ قرار دیا۔ رخسانہ صاحبہ نے سیرتِ نبوی ﷺ پر اپنا جامع اور دل نشین بیان پیش کیا، جس میں آپ ﷺ کی شخصیت، اعلیٰ اخلاق اور خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک کے پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ انہوں نے خواتین کو تلقین کی کہ وہ اپنی زندگیوں کو سیرتِ طیبہ کے مطابق ڈھالیں اور دین اسلام کے پیغام کو اپنی عملی زندگی کے ذریعہ عام کریں۔ عالمہ سعدیہ بنت آس محمد نے نعت پاک اور تلاوت سے پروگرام کا آغاز کرایا۔ اجتماع کا اختتام نذرانہ صاحبہ کی پراثر دعا پر ہوا، جس میں انہوں نے امتِ مسلمہ کی اصلاح، اتفاق اور ہدایت کے لیے بارگاہِ الٰہی میں دعائیں کیں۔

یہ اجتماع پھلت کی خواتین کے لیے ایک اہم سنگِ میل ثابت ہوا، جس سے پھلت کی خواتین کو نہ صرف دینی آگاہی حاصل ہوئی بلکہ عملی زندگی میں اصلاح کی ترغیب بھی ملی۔ بھائی ریاض محمود اوران کے اہل خانہ نے پروگرام کو کامیاب بنایا۔

مدارس کے تعلق سے سپریم کورٹ کا اہم فیصلہ

نئی دہلی: سپریم کورٹ آف انڈیا نے ایک اہم فیصلہ سناتے ہوئے بلڈوزر کارروائیوں کو غیر آئینی قرار دیا ہے، عدالت نے واضح کیا کہ حکومتیں کسی فرد کے گھر کو صرف اس بنا پر نہیں گرا سکتیں کہ اس پر کسی جرم کا الزام ہے۔ فیصلے میں ریاستی حکومتوں کو یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ کسی بھی کارروائی میں قانون کی حکمرانی کو ملحوظ خاطر رکھیں اور غیر آئینی طریقوں کو اپنانے سے گریز کریں۔

دو ججوں بی آر گوائی اور کے وی وشوناتھن پر مشتمل بنچ نے اس اہم فیصلے میں کہا کہ ریاستی عمل داری میں کسی فرد کا گھر چھیننا قانون کی حکمرانی کے خلاف ہے اور اس طرح کی کارروائی غیر آئینی ہے، عدالت عظمیٰ نے مزید کہا کہ یہ ضروری ہے کہ قانونی عمل اور فرد کے حقوق کا احترام کیا جائے، چاہے وہ کسی جرم میں ملوث ہو یا نہ ہو۔ سپریم کورٹ نے اس فیصلے میں اس بات کو بھی اجاگر کیا کہ کسی شخص کے خلاف الزامات کا فیصلہ صرف عدالت ہی کرسکتی ہے، نہ کہ حکومت یا کوئی اور ادارہ۔ عدالت نے کہا کہ کسی بھی کارروائی میں شہریوں کے حقوق اور قدرتی انصاف کے اصولوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

صدر جمعیۃ علمائے ہند مولانا سید ارشد مدنی نے سپریم کورٹ کے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا اور امید ظاہر کی کہ اس فیصلے سے بلڈوزر کارروائیوں پر لگام لگے گی۔ مولانا نے اس فیصلے کو تاریخی قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس فیصلے سے نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام شہریوں کو انصاف ملے گا۔ انہوں نے کہا کہ عدالت کا یہ فیصلہ ریاستی سرکاری اداروں کو حدوں میں رکھنے کا کام کرے گا اور شہریوں کے حقوق کا تحفظ ہوگا۔ سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ ایک بڑی قانونی فتح کے طور پر دیکھا جارہا ہے۔

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

فقہی مسائل

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

س: قرآن کی سب سے آخری کون سی آیت نازل ہوئی؟

ج: نسائی وغیرہ کی روایت کے مطابق قرآن کی سب سے آخری آیت نزول کے اعتبار سے یہ ہے: وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ O (البقرۃ:۲۸۱) (بخاری شریف:۲/۲۵۸) (تفسیر ابن کثیر:۱/۶۵۷، ط: زکریا دیوبند) واللہ تعالیٰ اعلم

س: میرے پاس کچھ پیسے تھے، جن کو میں نے ثواب حاصل کرنے کے لیے صدقہ وخیرات کرنے کی نیت کر رکھی تھی، مجھے پوچھنا یہ ہے کہ کیا ان پیسوں کو میں قربانی کے لئے استعمال کرسکتا ہوں یا نہیں؟ کیونکہ ایسا کرکے میں آسانی سے قربانی کرپاؤں گا؟

ج: آپ پر ان پیسوں کو صدقہ کرنا لازم نہیں ہے، آپ ان پیسوں کو قربانی یا اپنی مرضی سے جس جائز کام میں استعمال کرنا چاہیں استعمال کرسکتے ہیں۔ صرف نیت کرلینے سے آپ پر ان پیسوں کو صدقہ کرنا لازم نہیں ہے۔

الدر المختار میں ہے: ”ولا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء.“ (کتاب الزکوۃ، 2/270)

س: بچی کا نام عنائزہ رکھنا چاہتے ہیں، اس نام کا مطلب کیا ہے، برائے کرم بتادیں؟

ج: اس نام کا تلفظ ”عَنَائِزَہ“ ہے اور ”عنائزہ“ عربی زبان میں ”عنیزۃ“ کی جمع ہو، تو اس کا معنی ہے: بہت دور ہونے والی عورتیں۔ اور ”عنز“ عربی زبان میں بکری کو کہتے ہیں، اس کی جمع ”عناز“ بھی آتی ہے۔ بہرصورت یہ نام مناسب نہیں ہے، اس کی جگہ کوئی اچھا اور بامعنی نام رکھ لیں۔

”عنز: "العَنْزُ: الماعِزَةُ، وهي الأُنثى من المِعْزَى والأَوْعالِ والظِّباءِ، والجمع أَعْنُزٌ وعُنُوزٌ وعِنازٌ، وخص بعضهم بالعِنازِ جمع عَنْزِ الظِّباءِ، وأَنشد ابن الأَعرابي: أَبُهَيُّ، إِنَّ العَنْزَ تَمْنَعُ رَبَّها مِنْ أَنْ يُبَيِّتَ جارَهُ بالحائِلِ أَراد يا بُهَيَّةُ فرخَّم، والمعنى أَن العنز يتبلغ أَهلُها بلبنها فتكفيهم الغارةَ على مال الجار المستجير بأَصحابها ..... الخ

المعجم: لسان العرب فقط واللہ اعلم بالصواب

س: نومولود کے کان میں اذان اقامت کا طریقہ کیا ہے؟

ج: نومولود کے کان میں اذان دینا سنت ہے، یہ عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، اس بارے میں قولی وفعلی دونوں طرح کی احادیثِ مبارکہ موجود ہیں۔

سنن الترمذی میں ہے: "عن عبيد الله بن أبي رافع، عن أبيه قال: رأيت رسول الله ﷺ أذن في أذن الحسن بن علي حين ولدته فاطمة بالصلاة."

(أبواب الأضاحی، باب الأذان فی أذن المولود، ج:4، ص:97، رقم:1514، ط: مصطفى البابي الحلبي، مصر)

نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہنا سنت ہے۔

”وفي البحر عن السراج: انه من سنن الاذان، فلايخل المنفرد بشيء منها، حتى قالوا في الذي يؤذن للمولود: ينبغي أن يحول (قوله مطلقاً) للمنفرد وغيره والمولود وغيره.“ (کتاب الصلاۃ، باب الأذان، ج:1، ص:387، ط: سعید)

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

آخری صفحہ

حقیقی تواضع اپنے کو کچھ نہ سمجھنا ہے

وہ فرماتے تھے کہ اپنے آپ کو کچھ نہ کہنا اور حقیر وفقیر کہنا تو بہت آسان ہے، اور اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اور تواضع یہ ہے کہ اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھے، حقیر وفقیر سمجھے۔

اپنے آپ کو کچھ نہ سمجھنا دیکھنا ہو تو میرے حضرت والا (مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ) کی خدمت میں کچھ روز رہنے کے بعد کھلی آنکھوں کچھ نہ سمجھنے کا منظر دیکھا جا سکتا تھا، بارہا دیکھا کہ لوگ اپنے بچوں کو لے کر آتے، از راہ عقیدت حضرت والا سے اپنے بچوں کے سر پر ہاتھ رکھنے کی درخواست کرتے تو حضرت اپنے ہاتھوں کو کھینچتے تھے، یہ ہاتھ برکت کے لئے رکھوانے کے لئے کہہ رہے ہیں اور حضرت اپنے آپ کو صاحب برکت نہیں سمجھتے تھے لوگ اصرار کرتے تو بہت جھجکتے ہوئے دل شکنی کے خوف سے بچوں یا بڑوں کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تھے اور کچھ کلمات آہستہ فرماتے، اس حقیر کو خیال ہوا شاید بچوں کے سر پر ہاتھ رکھنے کی کوئی ماثورہ دعا ہوگی جو حضرت پڑھتے ہیں،

دل میں کئی بار تقاضا ہوا کہ حضرت والا سے معلوم کروں کہ آپ کیا دعا بچوں کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پڑھتے ہیں مگر ہمت نہ ہوئی، ایک مرتبہ یہ حقیر رائے بریلی تکیہ شاہ علم اللہ میں حاضر تھا، جمعہ کا دن تھا رائے بریلی کے حضرت کے ایک بہت عقیدت مند خادم خاں صاحب اپنے دو بچوں کو لے کر خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے، بنگلہ میں حاضر ہوئے حضرت تکیہ لگائے تشریف فرما تھے، خاں صاحب آئے، سلام ومصافحہ ہوا، بچوں نے بھی سلام ومصافحہ کیا، خاں صاحب نے درخواست کی کہ بچوں کے سر پر دست شفقت رکھ دیں، حضرت والا نے ہاتھ پیچھے کو کھینچے، خاں صاحب نے اصرار کیا اور بچے کو آگے بڑھایا یہ حقیر حضرت کے بالکل قریب لگا کہ آج بغور اس دعا کو ضرور سنے گا جو حضرت والا بچوں کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے پڑھتے ہیں، خاں صاحب کے اصرار پر حضرت نے دل شکنی کے خوف سے جھجکتے ہوئے ان دونوں بچوں کے سروں پر ہاتھ رکھا اور فرمایا اللہ تعالی ان معصوم بچوں کے سر کی برکت سے میرے ہاتھوں کو دوزخ کی آگ سے محفوظ فرمائے۔ یہ حقیر آج تک سوچتا ہے کہ:

جن کے رتبے ہیں سوا ان کی سوا مشکل ہے

من تواضع للہ رفعہ اللہ (جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے اللہ اسے سربلند کر دیتا ہے) کا فرمان کتنا سچا ہے، یہ سید العرب والعجم کا رتبہ پانے والا بین الاقوامی خواص امت کا سردار اپنی ذات کی فنا کے کس مقام پر پہنچا ہوا ہے۔ میرے حضرت والا اکثر متوسلین کو خطوط میں تحریر فرمایا کرتے تھے کہ اپنی ذات کی نفی تمام کمالات کا زینہ ہے اور اس زینہ سے حضرت والا نے عند اللہ مقبولیت اور محبوبیت کے اس مقام تک رسائی کی تھی، کئی بار سنا حضرت فرماتے تھے کہ اگر کسی آدمی نے کوئی ادنیٰ خدمت اختیار کی، کسی کے جوتے اٹھائے، کسی اجتماع یا جماعت میں برتن دھونے یا استنجے وغیرہ صاف کرنے کی خدمت کی اور اس کے دل میں یہ گمان رہا کہ میں نے اپنے معیار سے بہت کم درجہ کا کام کیا تو یہ خدمت اس میں تواضع کے بجائے کبر پیدا کرے گی، اور اگر کسی کے جوتے سیدھے کئے یا کوئی ادنیٰ خدمت کر کے یہ خیال آیا کہ مجھے اس خدمت کا شرف ملا تو یہ خدمت اس کے لئے نفی اور تواضع پیدا کرنے والی ہے، حضرت والا کے بچوں کے سروں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس جملہ کو سن کر مجھے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے ایک خط کا وہ جملہ یاد آیا، جو انھوں نے ایک ندوی نوجوان فاضل کو ان کے خط کے جواب میں لکھا تھا جس میں ندوی فاضل نے حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں عرب میں ملازمت لگوانے کے لالچ میں وقت گذارا تھا اور جب یہ مطلب حاصل ہوتا نہیں دکھا تو حضرت کے یہاں سے جا کر حضرت کی خدمت میں کچھ بے ادبی کی، جس کی وجہ سے ان پر حالات آئے اب وہ کیا کریں؟ اس کے لئے حضرت شیخ الحدیث سے مشورہ چاہا تھا، حضرت شیخ نے اس کے جواب میں لکھا تم بڑے خوش قسمت ہو کہ تم نے گستاخی کی تو علی میاں کے ساتھ کی، جو عفو ودرگذر کا پہاڑ ہیں اور تواضع جن کے در کی لونڈی ہے۔

حضرت فرماتے تھے کہ اپنے آپ کو حقیر وفقیر لکھنے والے کو کوئی کہے کہ جناب حقیر وفقیر ادھر آیئے تو کیا حال ہوتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے کو کچھ نہیں کہنے کے ماہر ہیں، اور کچھ نہ سمجھنا ہمارے اندر نہیں ہے، کاش اس کچھ نہ سمجھنے کا عشر عشیر حضرت والا کی جوتیوں کے صدقہ میں اس ناکارہ کو بھی نصیب ہو جائے۔

مولانا محمّد کلیم صدیقی

PDF Created by #Mohammad Yousuf Usman {e-Mail : purkhas@gmail.com} WhatsApp No.: +91 9412583371

SHAHEEN GROUP OF INSTITUTION'S

SHAHEEN ACADEMY

Hassapur, Waghi Road, Near Bypass, NANDED.

ALHAMDULILLAH

Heartiest Congratulations to our

NEET-24 TOPPERS

MBBS Mohammed Uzair GMC MUMBAI	MBBS Aaliya Aymen GMC MUMBAI	MBBS Sufiyan Ahmad GMC NANDED	MBBS Masira Firdous IGMC NAGPUR	MBBS Adiba Khanam Tilak MC MUMBAI
MBBS Fatema Junaid Shaikh GMC, JALNA	MBBS Md. Umar Farooq GMC, NANDURBAR	MBBS Hajra Naheed GMC NANDED	MBBS Ayesha Siddiqua GMC YEVATMAL	MBBS Bibi Aayesha GMC ADIBLABAD
MBBS Mahvish Siddiqui GMC, YADADAIRI	MBBS Faizan Ansari IGMC, NAGPUR	MBBS Sayyad Arshad GMC AMBAJOGAI	MBBS Mohd Nawaz GMC, HINGOLI	MBBS Maliha Gouher GMC, WASHIM
BDS Waquas Anas GDC, MUMBAI	MBBS Shaikh Aayesha IIMSR JALNA	MBBS Umme Ammara IIMSR JALNA	MBBS Tazeen Fatema IIMSR JALNA	MBBS Samiya Fatema IIMSR JALNA
MBBS Sk Ateeb Adnan PMC PARBHANI	MBBS Shaikh Kaifoddin AL-FALAH FARIDABAD	MBBS Abdul Rafe NIMRA VIJAYWADA	MBBS Fariha Tamkeen PRIMS, WARANGAL	

ADMISSIONS OPEN FOR

11th, 12th & NEET REPEATER

ADMISSIONS OPEN FOR

8th, 9th & 10th With NEET / JEE FOUNDATION

Seperate Classes for Boys & Girls with Hostel Facility

M. 7387420523 / 9890486604 / 7758862972

MANAPPAT FOUNDATION

VISION 2040

VISION STUDY CENTER

SENSITISATION PROGRAM FOR
NEET / JEE / OTHER COMPETITIVE EXAMS

VISION INTERNATIONAL ACADEMY

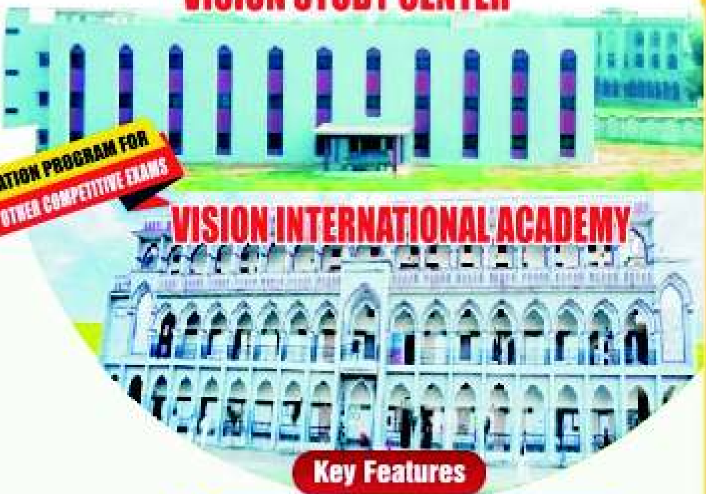

GOLDEN OPPORTUNITY

QUALITATIVE MODERN EDUCATION FOR HUFFAZ IN DEENI ENVIRONMENT

WHO AM I ?

- Clueless about future Vs Prepared for tomorrow.
- Taking shortcuts to get through Vs striving for excellence.
- Obsessed with looking good vs Passionate about being healthy.
- Mean and Self centered Vs Caring and Empathetic.
- Neglecting Salah and Deen Vs Upholding and Cherishing it.

The Choice Is Yours!

We strive to enable our students with qualitative education and mentoring them pursue higher education as per their interest and aptitude to become a ROLE MODEL

Key Features

1. Qualified and Experienced Faculty
2. Senior Educationists & IITians
3. Computer/AI lab & Library
4. Audio Video learning / Smart Classes
5. Sports and Co Curricular activities

ANJUMAN FOR DEVELOPING CO-CURRICULAR POTENTIALS

PERSONALISED LEARNING PROGRAMME AND TEST

DAUR-E-QURAN

EDUCATIONAL TOURS

ADMISSIONS OPEN

LIMITED SEATS. HURRY UP!!

100% RESULT

FOR LAST 6 CONSECUTIVE YEARS

VISION INTERNATIONAL ACADEMY - VISION STUDY CENTER

Phulat, (Khatauli, Muzaffarnagar), Uttar Pradesh - 251201 | via2040.info2@gmail.com, www.visioninternationalacademy.org
+91-9557570494, +91-9528246259, +91-9582647554, +91-6309148718

R.N.I. No. 66710/93
Postal Registration No.
UP/BR-196/2024-2026
Date Of Posting 28 before every Month

Armughan-E-Waliullah
Phulat, Muzaffar Nagar- 251201

VOLUME : 32 ISSUE : 12 DECEMBER: 2024

VISION INTERNATIONAL ACADEMY

VISION STUDY CENTER

وژن انٹرنیشنل اکیڈمی ـ وژن اسٹڈی سینٹر

دینی ماحول میں معیاری و عصری تعلیم حاصل کرنے کا بہترین موقع

داخلے جاری ہیں

آئی آئی ٹی کے ماہرین، مشہور ماہر تعلیم نیز علماء و مفتیان کرام کی رہنمائی میں باصلاحیت اساتذہ کے ذریعہ انگلش میڈیم میں سی بی ایس ای کے طرز پر تعلیم فراہم کی جارہی ہے۔ اکیڈمی میں تجرباتی تعلیم پر توجہ دی جاتی ہے۔

جی ہاں! حفاظ بھی سی بی ایس ای بورڈ سے دسویں و بارہویں بہترین نتائج سے پاس کرسکتے ہیں

HAFIZ FAIZAN
94.8% (12th CBSE 2023-24)

HAFIZ ABDUR REHMAN

HAFIZ ABU BAKR

HAFIZ REHAN
91% (10th CBSE 2023-24)

HAFIZ MUEEN

HAFIZ HARIS BEG

ADMISSION OPEN

VIA-VSC

Phulat, (Khatauli, Muzaffarnagar), Uttar Pradesh - 251201 | via2040.info2@gmail.com, www.visioninternationalacademy.org
+91-9557570494, +91-9528246259, +91-9582647554, +91-6309148718

PRINTED AND PUBLISHED BY MOHD. IDREES QURESHI AT DELUX PRESS, RAJ MARKET, MUZAFFARNAGAR FOR JAMIAT SHAH WALIULLAH, AT PHULAT, DIST. MUZAFFARNAGAR (EDITOR: WASI SULEMAN NADWI)